عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۴ | ۲۳ تا ۳۰ ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۸ تا ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۳۸

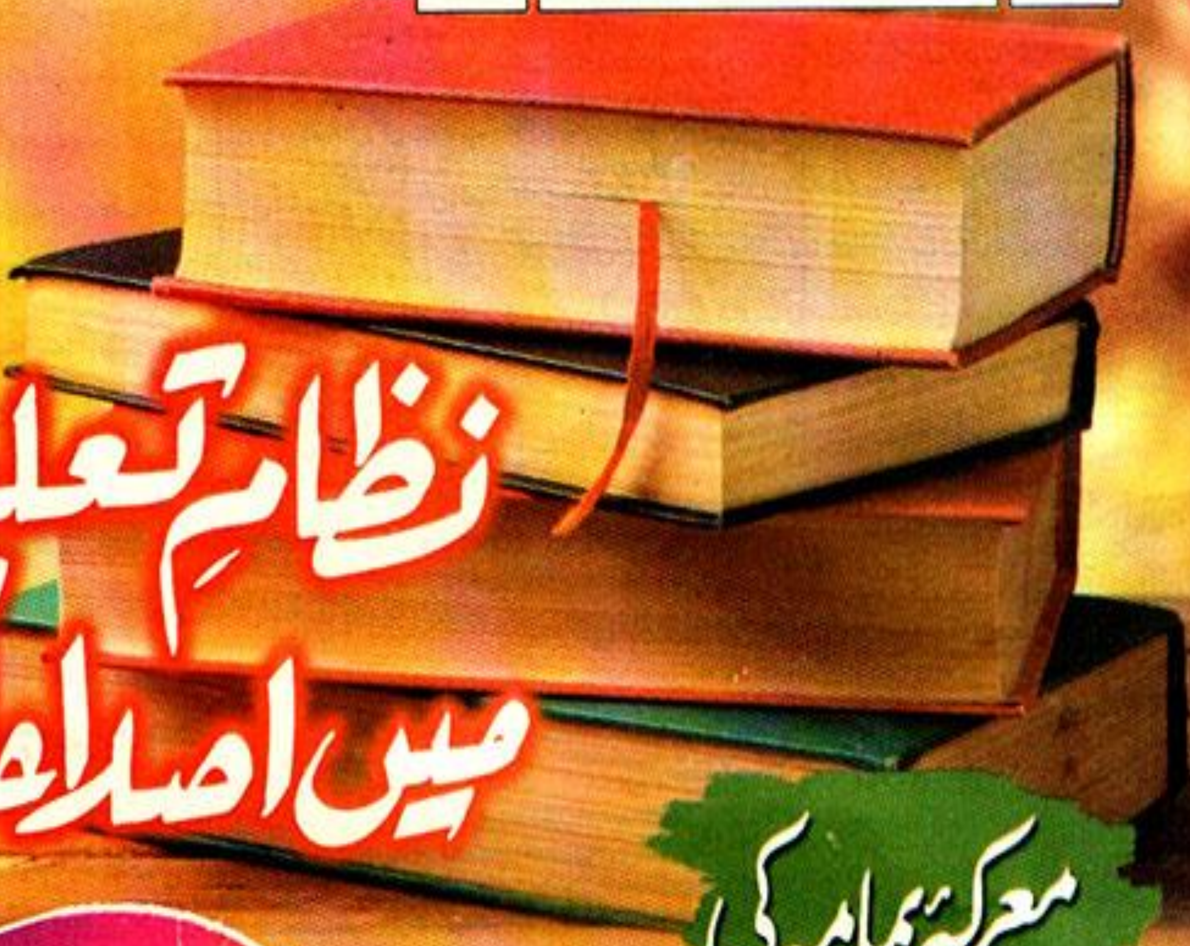

نظامِ تعلیم میں اصلاحات

معرکۂ یمامہ کی سرزمین میں چند گھنٹے

تقویٰ کے ثمرات وبرکات

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

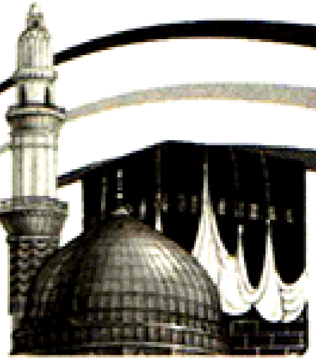

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

خواب میں مسلم وغیر مسلم سب کو آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوسکتی ہے

س:...... میں نے سنا ہے کہ کم و بیش پانچ احادیث کا مفہوم ہے کہ خواب میں جو شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے تو وہ حقیقت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہی ہوتی ہے۔ شیطان ابلیس کو اللہ جل شانہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں کسی کے خواب میں آنے کی استطاعت نہیں دی ہے۔ اس ساری بات کا علم ہونے کے باوجود جو شخص یہ کہے کہ نعوذ باللہ فلاں شخص کے خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ شیطان ابلیس آتا ہے، یہ شخص اپنی اس بات پر مصر بھی ہے اور باجود متنبہ کرنے کے وہ قصداً توبہ نہیں کرتا۔ کیا یہ شخص گستاخیٔ رسول کا مرتکب ہوا ہے؟ کیا یہ منکر حدیث کے زمرے میں آتا ہے؟ ایسے شخص کے لئے اسلام میں کیا حکم ہے؟ شریعت مطہرہ کی رو سے اس شخص کی سزا کیا ہے؟

ج:...... واضح رہے کہ صحیح اور مستند احادیث مبارکہ کی رو سے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوجانا ممکن ہے اور اگر دیکھا جائے تو عقلاً بھی یہ کوئی ناممکن بات نہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”من رأنی فی المنام فقد رأنی فان الشیطان لایتمثل فی صورتی. متفق علیہ۔“ (مشکوٰۃ:۳۹۴)

ترجمہ: ”جس نے خواب میں مجھے دیکھا، اس نے سچ مچ مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا۔“

اس حدیث شریف سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوسکتی ہے، وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ زیارت کسی بھی شخص کو ہوسکتی ہے، خواہ وہ صالح اور نیک آدمی ہو یا فاسق اور گناہگار ہو بلکہ اس کے لئے مسلم ہونا بھی ضروری نہیں کسی غیر مسلم کو بھی یہ زیارت ہوجانا ممکن ہے، چنانچہ کئی ایک واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ خواب میں انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور پھر یہ ان کے ایمان اور ہدایت پر آنے کا سبب بنا۔ اس لئے اگر کسی کو خواب میں زیارت ہوجائے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ شخص اپنے آپ کو ولی اللہ سمجھنے لگے اور عام لوگوں میں اس کی تشہیر کرتا پھرے۔ اسی وجہ سے علماء نے یہ بات ظاہر کرنے کو پسند نہیں فرمایا کہ شاید نفس میں عجب آئے یا دوسرے لوگ اعتبار ہی نہ کریں، اس طرح عزت نفس مجروح ہوگی اور اگر کسی کو خواب میں زیارت ہی نہ ہوئی ہو بلکہ شہرت حاصل کرنے کی غرض سے وہ ایسا کہے تو یہ بہت سخت گناہ ہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرتا کہلائے گا اور ایسے شخص کی سزا اور ٹھکانہ جہنم ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں مذکورہ افراد کے انکار کرنے کا یہ طرز عمل اگرچہ غلط ہے مگر ایسا کرنے سے نہ وہ کافر ہوئے اور نہ گستاخِ رسول، کیونکہ ہوسکتا ہے ان کے سامنے انکار کرنے کی کوئی خاص وجہ ہو یا فلاں شخص کے ساتھ عقیدت نہ ہونے کی وجہ سے وہ ایسا کہتے ہوں۔ بہرحال ان لوگوں کو اپنے غلط طرز عمل سے اجتناب کرنا چاہئے اور ادب کا پہلو اختیار کرنا چاہئے اور خواب چونکہ شرعاً کوئی حجت نہیں جس کے انکار کی بنیاد پر کسی کو کافر یا مرتد قرار دیا جاسکے۔ دوسری طرف خواب میں زیارت نبوی کو ناممکن سمجھنا اور دیکھنے والے کی تکذیب کرنا یا اس کے لئے اس قسم کے بے ہودہ الفاظ استعمال کرنا قرآن وحدیث سے ناواقفیت اور پرلے درجے کی جہالت کے سوا کچھ نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کیا حاجی پر عید کی قربانی بھی واجب ہے؟

س:...... جو حضرات پاکستان سے حج کے لئے جاتے ہیں ان کے لئے وہاں حج کے دوران ایک قربانی واجب ہے یا دو واجب ہیں اور اگر ایک قربانی کردی ہو تو اب کیا کیا جائے؟

ج:...... جو حاجی صاحبان مسافر ہوں اور انہوں نے حج تمتع یا قران کیا ہو ان پر صرف حج کی قربانی واجب ہے اور اگر انہوں نے حج مفرد کیا ہو تو ان کے ذمہ کوئی قربانی واجب نہیں اور جو حاجی مسافر نہ ہوں بلکہ مقیم ہوں ان پر بشرط استطاعت عید کی قربانی بھی واجب ہے۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلس ادارت
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۴ — ۲۳تا۳۰ ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۸تا۱۵ ر اکتوبر ۲۰۱۵ء — شمارہ:۳۸

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

پنجاب اسمبلی، خیبر پختونخوا اسمبلی اور ختم نبوت کا مسئلہ	۴	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
نظام تعلیم میں اصلاحات ضروری	۷	مولانا محمد جعفر مسعود حسنی ندوی
تقویٰ کے ثمرات و برکات	۹	عبدالرشید ندوی
شاہ جی کی یادیں، شاہ جی کی باتیں	۱۲	حافظ محمد امین
معرکہ یمامہ کی سرزمین میں چند گھنٹے	۱۴	مولانا عبدالمالک مجاہد
مولانا شجاع آبادی کا دورہ سکھر	۱۷	رپورٹ: محمد حسین ناصر
ناممکن حج کیسے ممکن ہوا؟	۲۰	ترجمہ: رضی الدین سید
قادیانیوں کے خلاف جدوجہد کے ثمرات	۲۳	مولانا محمد ابراہیم ادھی
تحریک ختم نبوت.... آغاز سے کامیابی تک (۴۴)	۲۵	سعود ساحر

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

پنجاب اسمبلی، خیبر پختونخواہ اسمبلی، قومی اسمبلی اور ختم نبوت کا مسئلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

ٹل فورڈ برطانیہ میں قادیانی جماعت کا سالانہ جلسہ تھا جسے وہ مرزا قادیانی کے زمانے سے منعقد کرتے چلے آرہے ہیں۔ قادیان کے بعد پاکستان، آج کل یہ برطانیہ میں ہوتا ہے۔ قادیانی عقیدہ کے مطابق اس میں شرکت ''ظلی حج'' ہے۔ قادیانیوں کے علاوہ پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے سابق ہائی کمشنر پاکستان جو برطانیہ میں مقیم ہیں، نے بھی اس قادیانی جلسہ میں شرکت اور خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ ''قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا فیصلہ غلط تھا۔ بھٹو صاحب نے مذہبی جماعتوں کے دباؤ میں آکر تاریخی غلطی کی۔ جس کا میں جواز ثابت نہیں کرسکتا۔ بھٹو صاحب زندہ ہوتے تو وہ بھی اس کا جواز مہیا نہ کرسکتے۔'' (روزنامہ خبریں ملتان مورخہ ۲۷راگست ۲۰۱۵ء)

تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنما اور کارکن بخوبی جانتے ہیں کہ برطانیہ میں ابتداء میں جنگ اخبار کے ایڈیٹر کے طور پر آنے والا، وزیراعظم بے نظیر بھٹو سے قریبی روابط رکھنے والا، برطانیہ میں نامزد سابق پاکستانی سفیر ''واجد شمس الحسن'' کے قادیانیوں کے ساتھ پرانے گھریلو روابط ہیں۔ قادیانی اپنے مرزائی مقاصد کے حصول کے لئے پاکستانی سفارت کار کو برطانیہ اور دیگر ممالک میں بلیک میل کرتے رہتے ہیں۔ ان گہرے روابط کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مرزا مسرور کا دست راست قادیانی ''مرزا مظفر چوہدری'' جو قادیانی الیکٹرانک میڈیا کا کنٹرولر اور قادیانیت کا اوّل درجے کا مالی سپورٹر بھی ہے۔ اس کے پاس واجد شمس الحسن کا بیٹا نوکری کرتا رہا ہے۔

۲۰۱۰ء میں واجد شمس الحسن جب لندن میں باقاعدہ پاکستان کے سفیر تھے اس وقت یہ خبر لیک ہوئی تھی کہ واجد صاحب نے قادیانیوں کے لئے لفظ ''مسلم'' اور مرزواڑے کے لئے لفظ ''مسجد'' استعمال کیا تھا اور فوت شدہ قادیانیوں کے لئے مرزواڑے میں جاکر دعائے مغفرت بھی کی تھی۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کے احتجاج کے بعد نیز مسلمانوں کی طرف سے بھرپور ردعمل کو بھانپنے کے بعد واجد شمس الحسن کو مجبوراً میڈیا پر آکر معافی مانگنی پڑی تھی۔

یاد رہے کہ ۱۹۷۴ء کے ترمیمی آئین کے مطابق قادیانی غیر مسلم ہیں اور ۱۹۸۴ء امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت مرزائی اپنے مرزواڑوں کو مسجد نہیں کہہ سکتے۔ ۲۰۱۰ء سے اب تک واجد شمس الحسن کی طرف سے کئی بار مختلف موقعوں پر قادیانیوں کے لئے نرم گوشہ رکھنے کے واقعات نوٹ کئے جاتے

رہے ہیں اور اب برطانیہ میں ایک خالص قادیانی مذہبی تقریب میں واجد صاحب کو مہمان خصوصی کے طور پر مدعو کرنا اور ان کا سر عام بلا جھجک آئین پاکستان کو غلط قرار دینا اور پاکستانی پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلہ کو بڑی غلطی کہنا اور قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے فیصلے کو ناجائز کہنا، یقیناً کسی مک مکاؤ کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔

ان حقائق کے ہوتے ہوئے حق تعالیٰ نے کرم کا معاملہ فرمایا کہ پنجاب اسمبلی میں نون لیگ کے رکن اسمبلی جناب وحید گل صاحب نے یہ قرارداد پیش کی:

''یہ معزز ایوان وفاقی حکومت سے پرزور سفارش کرتا ہے کہ سابق ہائی کمشنر واجد شمس الحسن کا خبریں اخبار کو دیا گیا بیان، جس میں اس نے کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو نے مذہبی و دینی جماعتوں کے دباؤ پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا جو فیصلہ کیا تھا وہ غلط تھا۔ مذکور کا یہ بیان نہ صرف پاکستان بلکہ بین الاقوامی مذہبی دینی جماعتوں اور امت مسلمہ میں شدید اشتعال، دل آزاری کا سبب بنا ہے اور قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلے کی توہین کی گئی ہے۔

یہ معزز ایوان مذکور کے درج بالا بیان کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ آج تک اسے جتنے بھی اعزازات دیئے گئے ہیں فوراً واپس لئے جائیں اور مذکور کا جس جماعت سے تعلق ہے وہ جماعت فوراً اس سے لاتعلقی کا اظہار کرے۔ مذکور کے بیان کو آئین پاکستان سے غداری اور توہین رسالت کا مرتکب قرار دیا جائے اور اس کے خلاف آئین پاکستان سے غداری اور توہین رسالت کی دفعات کے تحت مقدمات بھی درج کئے جائیں۔ لہٰذا یہ ایوان اس وقت کی تمام دینی جماعتوں اور ان کے سربراہان اور وزیراعظم کو خراج عقیدت بھی پیش کرتا ہے۔

۱......محمد وحید گل (PP-145)، ۲......محمد الیاس چنیوٹی (PP-73)، ۳......حاجی عمران ظفر (PP-111)، ۴......پیر سید محفوظ مشہدی (PP-120)، ۵......قاضی احمد سعید (PP-286)(P.P.P)، ۶......ملک محمد ارشد (PP-222)، ۷......ابوحفص محمد غیاث الدین، ۸......ڈاکٹر فرزانہ نذیر، ۹......میاں محمد اسلم اقبال۔

اس قرارداد پر ۱۹ ارکان اسمبلی نے دستخط کئے۔ قرارداد پیش کرتے ہوئے محرک نے اخبارات کے مطابق یہ بھی فرمایا کہ: ''رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر اسمبلی کی رکنیت نہیں۔ بلکہ اس پر ہزاروں اسمبلیاں بھی قربان۔''

غرض پنجاب اسمبلی میں یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوگئی۔ اسمبلی میں موجود حکمران جماعت اور اپوزیشن جماعتوں کے تمام ممبران نے اس قرارداد کی حمایت کی۔ پاکستان تحریک انصاف، پاکستان پیپلز پارٹی، جماعت اسلامی، ق لیگ نے بھی ساتھ دیا۔ قائمقام سپیکر، ڈپٹی سپیکر، لاء منسٹر پنجاب آوٹ آف ٹرن پر قرارداد پیش کرنے کی تائید کرکے شکریہ کے مستحق قرار پائے۔ یوں اللہ رب العزت نے کرم کا معاملہ فرمایا کہ ایک بار پھر پرنٹ میڈیا پنجاب اسمبلی کے فلور سے یہ مسئلہ اجاگر ہوا اور پوری دنیا نے ''ختم نبوت زندہ باد'' کی صداؤں سے خوشی کے ثمرات اپنے دامنوں میں سمیٹے۔

اس دوران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۶ رستمبر کی شام لاہور جامع مسجد آسٹریلیا، میکلوڈ روڈ پر عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس تھی۔ جس میں تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں نے شرکت فرمائی۔ اس میں قرارداد کے محرک جناب محمد وحید گل بھی تشریف لائے۔ انہوں نے پنجاب اسمبلی میں قرارداد کے پیش ہونے اور متفقہ طور پر منظور ہونے کی تفصیلات پیش کیں تو پورا اجتماع خیر مقدمی نعروں سے گونجتا رہا۔ اس گئے گزرے دور میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے امت مسلمہ کی یہ بیداری، محبت و شیفتگی باعث اطمینان ہے۔ فللحمدللہ اوّلاً و آخراً!

اللہ رب العزت کے کرم کے فیصلہ کو دیکھیں کہ پنجاب اسمبلی میں قرارداد کے منظور ہوتے ہی اگلے روز جناب واجد شمس الحسن کا روزنامہ جنگ ملتان میں یہ بیان شائع ہوا۔

''پاکستان کے سابق ہائی کمشنر واجد شمس الحسن......(دنیا بھر اور پاکستان کے مسلمانوں کے) جذبات مجروح ہوئے ہیں تو میں

ہزار بار حقیقی جذبہ کے تحت معافی مانگتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ وہ نبی آخرالزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق مجھے معاف کردیں۔"

(روزنامہ جنگ ملتان مورخہ ۲۹؍اگست ۲۰۱۵ء)

موصوف کے طویل بیان سے اقتباس آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس بیان میں موصوف اگرچہ، مگرچہ، چونکہ، چنانچہ، لہٰذا کے تحت خفت مٹانے کے لئے دور کی کوڑی لائے۔ غلط بات کو صحیح بنانا جتنا مشکل کام ہے اس اذیت سے گزرتے بھی بیان میں دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن بہت غنیمت کہ انہوں نے معذرت کرلی۔ لاہور، پسرور، سیالکوٹ، ڈونگہ، اسلام آباد، کوہاٹ میں ختم نبوت کانفرنس ۷؍ستمبر کے حوالہ سے مجلس نے منعقد کررکھی تھیں۔ ان تمام کانفرنسوں میں یہ مسائل زیر بحث رہے۔ ۷؍ستمبر کو ۴۱ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس قصہ خوانی بازار پشاور میں تھی۔ جس میں شرکت سے قبل جمعیت علماء اسلام کے رہنما حضرت مولانا فضل غفور خیبرپختونخواہ اسمبلی کے ممبر نے یہ خوشخبری سنائی کہ آج خیبر پختونخواہ اسمبلی میں، میں نے قرارداد پیش کی۔ جس پر پاکستان مسلم لیگ ن، اے این پی اور پاکستان پیپلز پارٹی نے بھی دستخط کئے۔ قرارداد یہ ہے:

"بحیثیت مسلمان ہم اللہ رب العالمین کو واحد لاشریک اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں۔ چونکہ ختم نبوت کا عقیدہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور اس کا دفاع ہمارا ایمانی فریضہ ہے اور آئین پاکستان نے بھی اس کو مکمل تحفظ فراہم کیا ہے۔ اس لئے نسل نو کو ختم نبوت کی ضرورت واہمیت کے عنوان سے باخبر رکھنے کے لئے یہ ہمارے نصاب تعلیم کا حصہ ہونا چاہئے۔ لہٰذا یہ صوبائی اسمبلی، صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ ختم نبوت کے عنوان سے نصاب تعلیم میں مضامین شامل کئے جائیں۔ خادم ختم نبوت: فضل غفور (MPA)

۱......سردار اورنگ زیب نلوٹھا (PML.N)، ۲......مسز یاسمین نگہت اورکزئی (PPP)، ۳......سید جعفر شاہ (ANP)، ۴......شہرام خان ترکئی (AJ.P) یہ قرارداد بھی متفقہ طور پر منظور ہوئی۔ فلحمدللہ تعالیٰ اوّلاً و آخراً!۔

اگلے روز ۸؍ستمبر کو مردان، چارسدہ، نوشہرہ میں ختم نبوت کانفرنسیں تھیں۔ وہاں سامعین ان خوشیوں سے اپنے دامن بھرتے رہے۔ مردان ختم نبوت کانفرنس ۸؍ستمبر بعد از ظہر کے اجلاس عام میں خیبر پختونخواہ اسمبلی کے سپیکر جناب اسد قیصر جو صوبہ کی حکمران جماعت پی.ٹی.آئی سے تعلق رکھتے ہیں تشریف لائے۔ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب میں انہوں نے اعلان کیا کہ: "جمعیت علماء اسلام کے ممبر حضرت مولانا فضل غفور صاحب نے کل خیبر پختونخواہ اسمبلی میں ختم نبوت کے موضوع کو نصاب کا حصہ بنانے کی قرارداد پیش کی۔ جسے ہم نے بالاتفاق منظور کیا۔ اس کی روشنی میں بحیثیت سپیکر اسمبلی کے اعلان کرتا ہوں کہ اس پر بہت جلد عمل کا آغاز کردیا جائے گا۔" ان کے اس اعلان سے سامعین نے جس خوشی کا اظہار کیا وہ قابل دید تھا۔

اس کے اگلے روز پاکستان قومی اسمبلی کی مسجد کے خطیب حضرت مولانا احمد الرحمن صاحب نے یہ خوشخبری سنائی کہ آج قومی اسمبلی کی مسجد میں بہت سارے ممبران اور قومی اسمبلی کے قائمقام سپیکر تشریف لائے۔ ختم نبوت کے سلسلہ میں منعقدہ تقریب سے خطاب کے دوران قائمقام سپیکر قومی اسمبلی نے اعلان کیا کہ آئندہ سال سے قومی اسمبلی کے ہاؤس میں سرکاری سطح پر ۷؍ستمبر کے دن تقریب منعقد کریں گے۔

۱۲؍ستمبر ختم نبوت کانفرنس بہاول پور میں خطاب کے دوران جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما حضرت مولانا عبدالغفور حیدری ڈپٹی چیئرمین سینٹ آف پاکستان نے خوشخبری سنائی کہ قومی اسمبلی کے قائمقام سپیکر کے اعلان "یوم ختم نبوت" کا نوٹیفکیشن بھی جلد ہونے والا ہے۔ فلحمدللہ اوّلاً و آخراً!

اس سال ملک بھر میں تمام دینی و مذہبی جماعتوں، تمام مسالک نے بھی ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلہ کے حوالے سے اپنے اپنے طور پر اجتماعات کئے۔ جس پر جتنا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

نظامِ تعلیم میں اصلاحاتِ ضروری

مولانا جعفر مسعود حسنی ندوی

یہ دور تعلیم کا ہے، علم کے حصول کا ہے، مدرسوں اور اسکولوں کا ہے، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا ہے، ٹیوشن اور کوچنگ کا ہے، بستے ہیں کہ پھولتے جارہے ہیں، کاندھے ہیں کہ ان کے بوجھ سے جھکتے جارہے ہیں، ڈونیشن اور فیس نے باپ کی کمر توڑدی، اسکول کی تیاری نے ماں کی نیند اڑادی، ہوم ورک کی زیادتی نے معصوم طلبا کے چہروں سے ان کی مسکراہٹ چھین لی۔

لیکن ایک سنہرے مستقبل کی امید میں ماں باپ کو یہ سب گوارا، آخر وہ مستقبل حال میں بدلتا ہے، لیکن افسوس کہ تب تک ماں باپ کے خوابوں کا وہ شیش محل چکنا چور ہوچکا ہوتا ہے، بڑھاپا ہے اور ایک لق ودق مکان کی حفاظت کا مسئلہ ہے، صاحبزادہ جاچکے ہیں آسٹریلیا اور صاحبزادی کی رخصتی ہوچکی ہے کینیڈا، رہے وہ دونوں تو اب ان کی عمر کہیں جانے کی نہیں، آرزوئیں تمام دم توڑ چکی ہیں، تمنائیں ایک ایک کرکے سب رخصت ہوچکی ہیں، اب تو بس اپنی رخصتی کا منظر نگاہوں کے سامنے ہے، فکر ہے تو صرف اس بات کی کہ کیسے ہوگا یہ سفر؟ کس کے کاندھے پر ہوگا؟ زادِ سفر کہاں سے آئے گا؟ راستہ کی ضرورتیں کون پوری کرے گا؟ منزل تک پہنچانے کے فرائض کون انجام دے گا؟ میرا بچہ تو اس لائق نہیں، اس راہ سے وہ واقف نہیں، کہاں جانا ہے یہ اسے پتہ نہیں، سفر کی مدت کا اسے کچھ اندازہ نہیں، راستہ کی ویرانی، مسافر کی تنہائی اور مسافت کی دوری کا اسے کوئی علم نہیں۔

ہم مانتے ہیں اور صرف مانتے ہی نہیں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اسلام ایک مکمل نظامِ زندگی ہے، اس میں دنیا بھی ہے اور آخرت بھی، جسم بھی ہے اور روح بھی، کھانا بھی اور خرچ کرنا بھی، اس میں رعایت ہے فرد کی بھی اور افراد کے مجموعہ کی بھی، اس میں اہمیت ہے خاندان کی بھی اور سماج اور معاشرہ کی بھی، مرد کی بھی اور عورت کی بھی، والدین کی بھی اور پڑوسیوں کی بھی، یتیموں کی بھی اور بیواؤں کی بھی، کمزوروں اور لاچاروں کی بھی اور ضعیف وناتواں بوڑھوں کی بھی حتی کہ اس میں ہدایات ہیں معاندین ومخالفین کے لئے بھی اور حقوق ہیں غیر مسلم ہم وطن بھائیوں کے لئے بھی، اس کے برخلاف مغربی نظامِ تعلیم محدود رہتا ہے، صرف ایک ذات تک وہ فرد کے گرد گھومتا ہے، شخصی نفع ونقصان سے مطلب رکھتا ہے، ذاتی مفادات کو مدنظر رکھتا ہے اور صرف جسم کی لذت وراحت کے وسائل فراہم کرنے سے دلچسپی رکھتا ہے۔

اس سے انکار نہیں کہ مغربی نظامِ تعلیم کی خوبیوں کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، مغرب نے اپنے اس نظامِ تعلیم کی بدولت سائنس، ٹیکنالوجی، صنعت، حرفت، ریاضی، انجینئرنگ، فلکیات، طبعیات اور دوسرے علوم وفنون میں کامیابی کی منزلیں طے کیں، ایجادات پر ایجادات کیں، چاند پر کمندیں ڈالیں، سمندر کی گہرائیاں ناپیں، فتوحات پر فتوحات حاصل کیں، یہاں تک کہ آج وہ اپنے اسی نظامِ تعلیم کی بدولت اس منزل تک پہنچ گیا کہ اس نے دنیا کو اپنی مٹھی میں کرلیا، لیکن ساتھ ساتھ اس نے انسان کو بحیثیت انسان کے جینے سے محروم کردیا، امن کو غارت کردیا، سکون کو برباد کیا، خاندان نظام کو درہم برہم کیا، دلوں کو محبتوں سے خالی کیا اور اس کی شکل بدل کر اس کو ایک تجوری بنادیا، جسم کی ضرورتوں سے کس کو انکار، آرام وراحت سے کس کو بیر، فرد کی اہمیت کے تسلیم نہیں، ذاتی نفع ونقصان کی کس کو فکر نہیں، دنیاوی ترقی کی تمنا کس کے دل میں نہیں، لیکن روح کو نظر انداز کرکے، آخرت کو فراموش کرکے، انسان کی انسانیت کو پامال کرکے، سماجی تقاضوں کو پس پشت ڈال کے، ماں باپ، رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے ناطہ توڑ کے صرف اپنی ذاتی سوچ کے دائرہ کو محدود کرلینا، یہ طرزِ عمل جانوروں کا تو ہوسکتا ہے کسی انسان کا نہیں، جنگل میں تو اس طریقہ سے رہا جاسکتا ہے لیکن انسانی آبادی میں نہیں۔ یقیناً ہر قوم کو ضرورت پڑتی ہے ڈاکٹروں کی، انجینئروں کی، سائنس دانوں کی، صنعت کاروں کی، قانون دانوں کی، ریاضی کے ماہرین کی اور دوسرے علوم وفنون میں دسترس رکھنے والوں کی، مسلم معاشرہ کو بھی ایسے لوگوں کی ضرورت ہے لیکن اسلامی تعلیمات کے ساتھ، اعلیٰ انسانی قدروں کے ساتھ ہمدردی وغمخواری کے جذبہ کے ساتھ، دوسروں کے دکھ درد کے احساس کے ساتھ اور یہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں تو اسلامی نظامِ تعلیم وتربیت کے مرحلے سے گزر کر۔

تو کیا ایسی صورت میں اس نظامِ تعلیم وتربیت سے کوئی اچھی امید لگائی جاسکتی ہے، جی ہاں! بشرطیکہ آپ اس نظام سے جڑیں، خرابی نظام کی نہیں، دانش

گاہوں کی نہیں، اداروں کی نہیں، خانقاہوں اور مدرسوں کی نہیں، نصاب تعلیم کی نہیں، خرابی ان لوگوں کی ہے جو اس نظام سے جڑتے ہیں، لیکن دنیاوی مقاصد کی تکمیل کے لئے اور اپنی مادی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے، آپ جڑیں نیت کی درستگی کے ساتھ، اخلاص کے جذبہ کے ساتھ، عمل کے ارادے کے ساتھ، پھر دیکھئے انسانیت کی کھیتی کیسے لہلہاتی ہے اور انسان کو اس کا کھویا ہوا مقام کیسے واپس ملتا ہے، ضرورت آج قدیم وجدید میں توازن پیدا کرنے اور ان کا صحیح استعمال کرنے کی ہے، علم قدیم ہو یا جدید، ہر علم خدا کا دیا ہوا ہے، ہر علم خدا تک پہنچاتا ہے، ہر علم اپنے اندر افادیت رکھتا ہے، ہر علم مشکلات میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے، بشرطیکہ اس کا حصول رب کے نام کے ساتھ ہو، خدا کے تصور کے ساتھ ہو، جوابدہی کے احساس کے ساتھ ہو۔

جدید کہے جانے والے علوم کا المیہ یہ ہے کہ خالق کائنات سے ان کا ربط ٹوٹ گیا، اس "رب" سے ان کا رشتہ منقطع ہوگیا، قدیم کہے جانے والے علوم کا مسئلہ یہ ہے کہ ان سے وابستہ افراد کا سب سے بڑا سرمایہ اخلاص تھا، اب وہی اخلاص دھیرے دھیرے ان کی زندگیوں سے نکلتا جارہا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ نے ایک مرتبہ گاندھی جی کی کلکتہ آمد کے موقع پر مدرسہ عالیہ کلکتہ کے طلبا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا: "گاندھی جی! دنیا میں صرف یہی وہ جماعت ہے جو علم کو برائے علم اور برائے رضائے الٰہی حاصل کرتی ہے۔" لیکن افسوس کہ آج یہ جماعت بھی اپنا امتیاز کھوتی جارہی ہے، اور دنیا کی رنگینیوں میں گم ہوکر اپنے ماضی سے اپنا رشتہ کمزور کررہی ہے، نتیجہ اس کا یہ ہے کہ سماج کے ہر طبقہ کو اس کا نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔

انسان کی ایک بڑی غلطی یہ ہے کہ اس نے علم کو تقدس کا درجہ دے دیا ہے، اس نے علم کو غلطی کرنے اور دھوکا کھانے سے مبرا سمجھ لیا ہے، آج دنیا کا سارا بگاڑ اسی تصور کا نتیجہ ہے، علم غلطی کرتا ہے، دھوکا کھاتا ہے، چوک اس سے ہوتی ہے سوائے اس کے کہ علم آسمانی تعلیمات وہدایات کی رہنمائی میں اپنا سفر طے کرے اور احکام الٰہی کا پابند اور اس کا تابع ہوکر اپنا کردار ادا کرے۔ آج ضرورت ہے جدید علم کو خدا کے نام سے جوڑنے اور قدیم علوم سے وابستہ افراد میں اخلاص پیدا کرنے اور ان میں رضائے الٰہی کے جذبہ کو فروغ دینے کی، یہی اس وقت علمی دنیا کی سب سے بڑی خدمت اور انسانی دنیا کی اہم ترین ضرورت ہے:

"پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کو پیدا کیا، اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے، پڑھو اور تمہارا پروردگار سب سے زیادہ کرم والا ہے، جس نے قلم سے تعلیم دی، انسان کو اس بات کی تعلیم دی جو وہ نہیں جانتا تھا۔"

(سورۃ العلق: ۱تا۵)

"کامیاب وہ ہوا جس نے پاکیزگی اختیار کی اور اپنے پروردگار کا نام لیا اور نماز پڑھی لیکن تم لوگ دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، حالانکہ آخرت کی زندگی اس سے کہیں زیادہ بہتر اور پائیدار ہے۔"

(سورۃ الاعلیٰ: ۱۴تا۱۷)

وقت کی تیز رفتاری، کاموں کا ہجوم، مسائل کا انبار، امراض کی کثرت، جلسوں کی ہنگامہ آرائی، کمرتوڑ مہنگائی اور معاش کے لئے تگ ودو نے طالب علم کو بالکل لٹو بنا کر رکھ دیا ہے، ایک زمانہ تھا کہ دوران تعلیم ٹیوشن کا تصور بھی محال تھا، طالب علم کا سارا وقت صرف علم کے حصول میں صرف ہوتا تھا، ہر فکر سے وہ آزاد، ہر معاملہ سے وہ بے نیاز رہتا تھا، لیکن آج حالات بالکل بدل چکے ہیں، اب ایک طالب علم کو مختلف کاموں کے ساتھ اپنا علمی سفر جاری رکھنا پڑتا ہے، حالات کی ان تبدیلیوں کو دیکھتے ہوئے تعلیم کے جدید وسائل وذرائع سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے، جدید نظام تعلیم کی یہ خوبی ہے کہ وہ وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ رہتا ہے اور حالات کے پیش نظر اپنے نظام میں تبدیلی لاکر اس کو مفید سے مفید تر بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

وہ علوم وفنون جو اب اپنی افادیت کھو چکے ہیں، صرف قدیم ہونے کی وجہ سے ان کو نصاب میں شامل کرکے طلبا کو ان جدید علوم وفنون سے جو اس وقت زمانہ کی ضرورت بن چکے ہیں، محروم کردینا گویا طلبا کو اپنے ہی معاشرہ میں اجنبی بنادینا ہے، زبان، ثقافت، حالات ومسائل سے واقفیت اور معلومات عامہ کو بالکل اپڈیٹ ہونا چاہئے۔ قدیم نظام تعلیم کے پروردہ اس وقت تک اپنی دینی، دعوتی واصلاحی ذمہ داری انجام نہیں دے سکتے اور نہ اس وقت تک قوم وملت کی قیادت ورہنمائی کا کردار ادا کرسکتے ہیں، جب تک کہ وہ اس دور کے رائج علوم سے بہرہ ور نہ ہوں، لہٰذا ضرورت کے مطابق مقصد سے ہم آہنگ اور مشن کی تکمیل کی راہ میں معاون جدید علم وفنون کو اختیار کرنا ناگزیر ہے۔ ☆☆

حجاج: رب کریم کے دیوانے ..... جتوں کے بندے بے شمار، حرص وہوا کے پرستار لاتعداد، سیر وتماشا کے شیدائی بے گنتی، لیکن آئے دن پارکوں اور سبزہ زاروں کی سیر کرنے والی دنیا آئے اور بیسویں صدی عیسوی میں ایک بار ذرا اللہ کی فوج کے ان سپاہیوں کو، اپنے رب کے ان مستوں کو اور دیوانوں کو دیکھے کہ اس چلچلاتی دھوپ میں، تپتی ہوئی ریت کے اوپر، ننگے سر اور پسینہ میں شرابور، مٹی میں اَٹے ہوئے اور خاک میں لتھڑے ہوئے، کس کس طرح جھک جھک کر اور گڑگڑا کر اور رو رو کر، گڑگڑا کر اپنے اَن دیکھے مولا ومالک کے آگے مانگنے اور بھیک مانگنے کے لئے کن کن آرزوؤں اور تمناؤں کے ساتھ اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں، دعائیں ان کی نہ قبول ہوں گی تو اور کن کی ہوں گی؟ جو کچھ مانگیں گے ملے گا، جو سوال ہوگا پورا ہوگا، لیکن اتنا کرم تو دنیا کے کریم بھی کر دکھاتے ہیں، انہیں تو وہ ملے گا، جو ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں، یہ تو وہ پائیں گے جس کا دل ان کے ذہن ودماغ میں بھی نہیں۔

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

تقویٰ کے ثمرات وبرکات

عبدالرشید ندوی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا O وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔‘‘ (الطلاق:۳/۲)

’’یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے ہر تنگی سے راستہ نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔‘‘

اسی طرح ایک صحیح حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوقتادہ اور حضرت ابوالدھماء رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم ایک بدوی صحابی کے پاس آئے اور عرض کیا کہ کیا آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں! میں نے آپ علیہ السلام سے یہ ارشاد سنا ہے:

’’انک لن تدع شیئاً للّٰہ عزوجل الا بدلک اللّٰہ بہ ماھو خیر لک منہ۔‘‘

یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے کوئی چیز چھوڑو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے بدلے میں اس سے بہتر چیز عنایت فرمائے گا۔‘‘

فتنوں سے لبریز اس دنیا میں جس میں انسان کے سامنے طرح طرح کی فتنہ سامانیاں، دلفریبیاں اور رعنائیاں ظاہر ہوتی ہیں اور اس کو صراط مستقیم سے ہٹانے کی کوشش کرتی ہیں، مرد مومن کے لئے یہ آیت کریمہ اور یہ حدیث شریف سنگ میل ثابت ہوتی ہے، ان معانی میں غور کرنے سے اس کو راہ راست پر قائم رہنے میں بڑی مدد حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ تقویٰ سے اللہ تعالیٰ فتح ونصرت اور خیر وبرکت کے دروازے کھول دیتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے حرام سے اور معصیت سے اجتناب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو حلال اور طیب طریقے سے وہی چیز بلکہ اس سے بدرجہا بہتر چیز عنایت فرماتا ہے۔ یہ وعدہ بارہا دنیا میں اللہ تعالیٰ کے بندوں کو واضح طور پر پورا ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔

بے شمار واقعات ہیں جو اس کی مجسم تفسیر اور عملی تشریح ہیں، اس طرح کے دو واقعے شیخ علی الطنطاویؒ نے لکھے ہیں (جو ان کی کتاب فصول فی الثقافۃ والادب میں موجود ہیں) یہ دونوں واقعے اپنے اندر عبرت ونصیحت کا بڑا سامان اور عظیم پیغام رکھتے ہیں۔ شیخ طنطاوی نے مکرر تاکید سے فرمایا ہے کہ یہ دونوں واقعے حقیقی ہیں، خیالی نہیں ہیں اور جن لوگوں کے ساتھ وہ پیش آئے ہیں میں ان سے واقف ہوں۔

پہلا واقعہ دمشق کی خوبصورت وپرشکوہ مسجد جامع التوبۃ کا ہے، اس میں ایک پرہیزگار باعمل ربانی عالم شیخ سلیم مسوتی مقیم تھے، جو تعلیم وتربیت کا کام بڑی حکمت سے انجام دیتے تھے، محلہ کے تمام لوگوں کو ان پر بڑا اعتماد تھا اور دینی ودنیوی امور میں وہ مرجع خلائق تھے، ان کی تربیت میں ایک نیک اور شریف طالب علم رہتے تھے جو فقر وناداری کے ساتھ عزت نفس اور غیرت وخودداری میں ضرب المثل تھے، وہ مسجد کے بالائی حصہ کے ایک حجرہ میں قیام پذیر تھے، ایک دن ان کو سخت فاقہ سے دوچار ہونا پڑا، دودن تک کوئی چیز کھانے کی ان کو میسر نہیں آئی، تیسرے دن ان کو ایسا لگا کہ اگر کوئی چیز نہیں ملی تو موت کا لقمہ تر بن جائیں گے اور آخر اپنے اجتہاد سے فیصلہ کیا ’’میں حد اضطرار میں داخل ہوگیا ہوں اور میرے لئے بقدر ضرورت مردار یا حرام کھانا جائز ہوگیا ہے۔‘‘ مسجد کے آس پاس آبادی تھی، جس کے گھر ایک دوسرے سے متصل تھے، چھتیں آپس میں ملی ہوئی تھیں کہ باسانی آدمی ایک گھر کی چھت سے دوسرے گھر کی چھت پر جاسکتا تھا، وہ مسجد کی چھت پر چڑھتے اور وہاں سے ایک قریبی گھر پر گئے، اس کو نیچے عورتیں نظر آئیں، وہ نظر جھکا کر دور ہوگئے اور پڑوس کے دوسرے گھر کی چھت پر گئے جو خالی نظر آیا اور کسی چیز کے پکنے کی خوشبو آئی، بھوک کے عالم میں اس خوشبو نے اس کے دل کے لئے مقناطیس کا کام کیا، دو چار چھلانگ میں وہ نیچے پہنچ گئے، جلدی سے مطبخ میں داخل ہوا، دیگچی کا ڈھکن کھولا تو اس میں بیگن کا کوئی پکوان دیکھا، انہوں نے ایک بیگن نکالا، بھوک کی شدت سے اس کے گرم ہونے کی پرواہ کئے بغیر ایک لقمہ اس سے کاٹ کر کھایا، لیکن اچانک ان پر پھر ایک کیفیت طاری ہوئی اور اپنے دل میں کہا: استغفر اللہ، اعوذ باللہ! میں طالب علم ہوں، مسجد کے اندر مقیم ہوں، پھر میں گھر کے اندر گھس کر چوری کروں! وہ اپنے کئے ہوئے پر بڑے نادم ہوئے اور توبہ واستغفار کیا، بیگن دیگچی میں واپس رکھ دیا اور لوٹ کر مسجد میں آگئے اور شیخ کے حلقہ میں آبیٹھے، بھوک کی وجہ سے حالت دگرگوں تھی، سبق پورا ہونے کے بعد لوگ جب اپنے اپنے گھر چلے گئے اور مسجد میں صرف شیخ اور یہ طالب علم رہ گئے تو ایک عورت پردہ کے ساتھ داخل ہوئی اور شیخ سے اس نے کچھ بات چیت کی جو اس طالب علم نے نہیں سنی، شیخ نے ادھر ادھر نظر دوڑائی، مسجد میں اس

کے علاوہ کوئی نظر نہیں آیا تو اس کو بلا کر پوچھا کیا تم شادی شدہ ہو؟ اس نے جواب دیا: نہیں! شیخ نے فرمایا: شادی کرو گے؟ طالب علم خاموش رہا، شیخ نے دوبارہ وہی جملہ دہرایا، طالب علم بولا: میرے مخدوم و محترم! میرے پاس تو ایک روٹی خریدنے کے لئے پیسے نہیں تو میں شادی کیونکر کرسکتا ہوں؟ شیخ نے فرمایا: اس عورت نے مجھے بتایا کہ اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے اور یہ اس شہر میں اجنبی ہے، اس کے اولیاء و اعزاء میں صرف اس کے بوڑھے چچا موجود ہیں، جن کو وہ اپنے ساتھ لائی ہے وہ مسجد کے کونے میں بیٹھے ہیں، اس خاتون نے اپنے شوہر سے وراثت میں بڑا مال و دولت پایا ہے، اب اس کی خواہش ہے کہ وہ حکم خداوندی اور سنت نبوی کے مطابق کسی دین دار مرد سے شادی کرے، تاکہ تنہا نہ رہے اور اوباش و بدمعاش لوگ اس کے بارے میں کسی قسم کی لالچ نہ کریں، تو کیا تم اس سے شادی کرنے کے لئے تیار ہو؟ طالب علم نے رضامندی کا اظہار کیا، شیخ نے عورت سے پوچھا تم اس طالب علم سے شادی کرنے پر راضی ہو؟ اس نے ہاں میں جواب دیا۔

شیخ نے اس کے چچا کو بلایا دو گواہ مزید بلائے اور عقد کردیا اور طالب علم کی جانب سے مہر بھی خود ہی ادا کردیا اور فرمایا: لو اپنی بیوی کا ہاتھ تھامو، طالب علم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، خاتون نے طالب علم کا ہاتھ پکڑا اور اس کو لے کر اپنے گھر آ گئی، جب اندر پہنچی تو اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا، طالب علم اس کے حسن و جمال اور شباب دیکھ کر دنگ رہ گیا، دوسری تعجب خیز بات یہ تھی کہ یہ گھر وہی تھا جس میں وہ چوری کرنے کے لئے آیا تھا، عورت نے پوچھا: آپ کچھ کھانا پسند کریں گے؟ طالب علم نے کہا: ہاں! عورت نے دیگچی کا ڈھکن کھولا اور جب اس نے دانتوں سے نوچے ہوئے بیگن کو دیکھا تو تعجب کا اظہار کیا، اس کی بات سن کر طالب علم رونے لگا اور اس نے اپنی بیوی کو پورا واقعہ سنایا، اس نے کہا: تمہاری دیانت و امانت کا صلہ اللہ رب العزت نے تمہیں عطا کیا ہے، تم نے حرام بیگن سے اپنے آپ کو بچایا تو اللہ نے پورا مکان اور اس کا حسین وجمیل مکین تمہارے حوالہ کردیا۔

دوسرا واقعہ بھی بڑا عجیب وغریب ہے وہ یہ کہ ایک طالب علم تھا، جس کے اندر تقویٰ و دین داری تو تھی لیکن وہ مغفل اور مجذوب قسم کا تھا، جب وہ ایک شیخ سے علم حاصل کرکے فارغ التحصیل ہوا تو شیخ نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو نصیحت فرمائی کہ لوگوں کے سہارے نہ رہنا، کسی پر بوجھ مت بننا، کیونکہ عالم کی یہ شان نہیں کہ وہ دنیا داروں کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلائے، تم میں سے ہر ایک شخص خود کفیل رہنے کی کوشش کرے اور اپنے والد کے پیشہ کو ذریعہ معاش بنائے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے، وہ نوجوان اپنی ماں کے پاس گیا اور پوچھا کہ میرے والد کا کیا پیشہ تھا؟ اس کی ماں نے ادھر ادھر کی بات بنا کر جواب سے بچنے کی کوشش کی، لیکن وہ بضد ہوگیا اور جواب دینے پر مجبور کیا، ماں نے بدرجۂ مجبوری کہا کہ تمہارے والد چوری کرتے تھے۔ طالب علم نے اپنی ماں سے کہا: شیخ نے مجھے نصیحت کی ہے کہ اپنے والد کا پیشہ اختیار کرو اور اس میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ ماں نے کہا: تیرا بھلا ہو، کیا چوری میں تقویٰ ہوسکتا ہے؟ لڑکے نے سادہ لوحی سے کہا: میرے استاذ نے اسی طرح فرمایا ہے۔ آخر وہ چوری کا پیشہ اختیار کرنے کے ارادہ سے گیا، ادھر ادھر کے لوگوں سے چوری کرنے کے طریقے سیکھے اور چوری کا تمام ساز وسامان تیار کیا۔

ایک دن عشاء کی نماز پڑھ کر جب سب لوگ سوگئے تو اپنے والد کے پیشہ کا آغاز کرنے کے ارادہ سے چلا تاکہ شیخ کی نصیحت کو عملی جامہ پہنائے، سب سے پہلے پڑوس کے گھر کے دروازہ پر پہنچا تو اس نے سوچا کہ شیخ نے تقویٰ کی نصیحت کی تھی، پڑوسی کو تکلیف دینا تو سراسر تقویٰ کے خلاف ہے، آگے بڑھا تو چند یتیموں کا گھر ملا، دل میں کہا: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یتیموں کا مال کھانے پر بڑی وعید سنائی ہے، اسی طرح آگے بڑھتا رہا تو اس کو ایک مالدار تاجر کا گھر نظر آیا، جس کے صرف اکلوتی بیٹی تھی اور تمام لوگ جانتے تھے کہ اس کے پاس بے شمار دولت ہے، جو ضرورت سے زائد ہے، اس نے کہا: یہیں چوری کرنا مناسب ہے وہ اس گھر میں گھس گیا اور تلاش وجستجو کے بعد تجوری کے قریب جا پہنچا، اپنی چابیوں سے صندوق کا تالا کھولا تو بہت سا سونا، چاندی اور نقد پایا، اس نے مال لینے کا ارادہ کیا، پھر سوچا نہیں! شیخ نے تقویٰ کی نصیحت کی تھی، معلوم نہیں اس تاجر نے اپنے مال کی زکوٰۃ دی ہے یا نہیں؟ مجھے پہلے زکوٰۃ کا مال الگ کردینا چاہئے، فانوس جلا کر قلم کاغذ لے کر

ختم نبوت کانفرنس، خانوزئی

خانوزئی (مولانا محمد یونس) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام خانوزئی میں ۳۰ راگست کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس مرکزی جامع مسجد میں منعقد ہوئی۔ مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مرکزی رہنما مولانا محمد اکرم طوفانی، بلوچستان کے مبلغ مولانا محمد یونس، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خانوزئی کے امیر شیخ الحدیث مولانا عبدالظاہر نے خطاب کیا۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خانوزئی کے ناظم اعلیٰ حاجی محمد اکبر اور ان کے رفقاء نے خوب محنت کی۔ اللہ رب العزت اپنی شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حساب لگانے بیٹھ گیا، طالب علم حساب میں بڑا ماہر تھا، تمام مال کی زکوٰۃ کا حساب لگا کر فارغ ہوا تو فجر کا وقت ہو چکا تھا، اس نے کہا: تقویٰ کا تقاضا ہے کہ پہلے فجر کی نماز ادا کی جائے، گھر کے صحن میں آیا حوض سے وضو کیا اور نماز پڑھنے کھڑا ہوا، آہٹ سن کر مکان مالک کی آنکھ کھل گئی، اس کے تعجب کی انتہا نہ رہی تجوری کا تالا کھلا ہے، فانوس جل رہا ہے، کاغذات بکھرے پڑے ہیں اور ایک شخص نماز پڑھنے جا رہا ہے، اس نے آ کر اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ چور نے کہا: پہلے نماز بعد میں کلام، چلو وضو کرو اور نماز پڑھاؤ، کیونکہ نماز کی امامت کا حق مکان مالک کو ہے، مالک نے سوچا کہیں اس کے پاس اسلحہ نہ ہو، اس نے مارے ڈر کے اس کی بات مان لی اور جیسے تیسے نماز پڑھی، اس کے بعد اس نے کہا: اب بتایئے آپ کون ہیں؟ اس نے کہا: میں چور ہوں، مالک بولا: آپ قلم کاغذ لے کر کیا کر رہے تھے؟ چور نے جواب دیا: آپ نے چھ سال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تھی، میں نے اس کا حساب لگایا ہے، اب زکوٰۃ کی رقم علیحدہ رکھ دی ہے تاکہ آپ اس کو اس کے مستحق کو دے دیں، مالک تعجب میں ڈوب گیا اور قریب تھا کہ پاگل ہو جائے، پھر اس نے چور سے پوچھا آپ اپنے پورے معاملہ کی حقیقت مجھے بتایئے، آیا آپ مجنوں تو نہیں ہیں؟ اس نے اپنا پورا واقعہ اس تاجر کو سنایا، تاجر نے جب کاغذات دیکھے تو اس کے حساب کے علم سے بڑا حیرت زدہ ہوا، جب اس نے اس کی خوبصورتی دیکھی اور اس کا پورا واقعہ سنا تو اس کی شرافت اور اس کے بھولے پن سے اور پورے واقعہ سے بڑا متاثر ہوا، اس نے اپنی بیوی سے مشورہ کیا اور پھر اس شخص سے کہا کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ میں اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کرنا چاہتا ہوں اور آپ کو اپنا منشی اور مشیر کار بناتا ہوں، تم اپنی والدہ کے ساتھ میرے اس گھر میں رہنا، وہ اس پر راضی ہو گیا صبح ہوئی گواہوں کو اور حاضرین کو بلایا گیا اور عقد نکاح عمل میں آیا۔☆☆

تحفظ ختم نبوت سیمینار، کوئٹہ

کوئٹہ.... (مولانا محمد یونس) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے زیر اہتمام ۷؍ ستمبر ۱۹۷۴ء پاکستان کی قومی اسمبلی کے تاریخ ساز فیصلے کی یاد میں پریس کلب کوئٹہ میں تحفظ ختم نبوت سیمینار منعقد کیا گیا، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے امیر مولانا عبدالواحد، مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا انوار الحق حقانی، بلوچستان کے ناظم تبلیغ مولانا عبدالرحیم رحیمی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے مبلغ مولانا محمد انیس، جمعیت علماء اسلام (ف) کے سابق صوبائی وزیر مولانا حافظ حسین احمد، ضلع کوئٹہ کے نائب امیر مولانا حبیب اللہ مینگل، جمعیت علماء اسلام (س) کے مولانا سلیم بارک، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے مفتی زکریا ذاکر، انجمن تاجران کے چیئرمین حاجی تاج آغا نے خطاب کیا، جبکہ تلاوت کے فرائض پاکستان کے مایہ ناز قاری جناب محمد ابراہیم کاسی نے سرانجام دیئے۔ سیمینار کے اختتام پر اخبارات کو جو پریس ریلیز جاری کی گئی اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

عقیدہ ختم نبوت اسلامی تعلیمات کی اساس، امت مسلمہ میں اتحاد کی فضا قائم کرنے کیلئے مینارۂ نور ہے، انسانی حقوق اور مذہبی آزادی کی آڑ میں کسی کو گستاخی رسول کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جانا نیشنل اسمبلی کا جرأت مندانہ فیصلہ ہے۔ مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا عبدالستار نیازیؒ، پروفیسر غفور احمدؒ، چوہدری ظہور الٰہیؒ، ولی خان، بھٹو مرحوم اور ان کی پوری کابینہ نے قادیانیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر امت مسلمہ کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا، قادیانیوں کے بارے میں فیصلہ پوری قوم کا فیصلہ ہے۔ ۷؍ ستمبر کا دن تجدید عہد کا دن ہے۔ قادیانی سیاسی و معاشرتی لحاظ سے پوری دنیا میں امت مسلمہ کے خلاف خطرناک سازشوں میں مصروف ہیں۔ پاکستان میں فرقہ وارانہ کشیدگی اور سیاسی انارکی کے پس منظر میں بھی یہ گروہ کام کر رہا ہے۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی پالیسیوں پر بعض اوقات غیر محسوس انداز میں قادیانی اثر انداز ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر بھی قادیانی لابنگ کر کے پاکستان کی مشکلات میں اضافے کا موجب بنتے ہیں۔ برطانیہ میں سابق پاکستانی سفارت کار واجد شمس الحسن کی طرف سے لندن میں قادیانی اجتماع کے موقع پر دیئے گئے بیان پر مقررین نے کڑی تنقید کرتے ہوئے کہا کہ واجد شمس الحسن نے قادیانیوں کے ایجنٹ کا کردار ادا کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا غلط فیصلہ تھا۔ اس نے یہ بیان دے کر نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے، حکومت اس کے خلاف نیشنل ایکشن پلان کے تحت کارروائی کرے۔ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ بطور سفیر اسے دی گئی مراعات واپس لی جائیں۔ رکن پنجاب اسمبلی وحید گل و دیگر ممبران نے اسمبلی میں مذمتی قرارداد پیش کر کے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا ثبوت دیا اور امت مسلمہ کے دلی جذبات کی ترجمانی کی جو کہ قابل تحسین اقدام ہے۔ واجد شمس الحسن کی تقریر پر احتجاج کرنے اور قرارداد لانے والوں کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے پوری امت ایک ہے اور قادیانیوں کی انٹرنیشنل لابنگ اور وطن دشمنی کو بے نقاب کیا جاتا رہے گا۔

شاہ جیؒ کی یادیں،شاہ جیؒ کی باتیں

وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے تھے انداز خسروانہ

حافظ محمد امین،خادم احرار اسلام کراچی

۲۲ر اگست ۱۹۶۱ء کی صبح میں اپنے گھر چیلنز کالونی سے جب (لائل پور) فیصل آباد ضلع کچہری کے قریب پہنچا تو سامنے سے آتے ہوئے میرے گوجرہ کے دوست محمد صادق خان جو ڈی سی آفس میں کسی پوسٹ پر تھے،روزانہ گوجرہ سے آتے تھے، مجھے دیکھ کر بڑی حیرت سے پوچھا کہ حافظ صاحب آپ ملتان نہیں گئے؟ یہ سنتے ہی میں مزید کسی سوال وجواب کے اس کا مقصد سمجھ گیا کہ شاہ جی (سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ) چلے گئے،کیونکہ بھائی صادق خان کا سوال میرے شاہ صاحبؒ سے تعلق کی بنا پر تھا وہ جانتے تھے میں ان کا ایک ادنیٰ خادم،رضا کار ہوں اور ابھی تک فیصل آباد میں ہوں۔ مجھے اصل وجہ اطلاع نہ ملنے کی یہ ہوئی کہ میں نے رات کو ریڈیو پاکستان کی خبریں نہیں سنیں تھیں،اگر میں رات کو خبریں سن لیتا تو رات کی ٹرین سے ملتان چلا جاتا۔ مجھے بھائی صادق خان کے الفاظ سن کر ایسا جھٹکا لگا جو میں الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔ تصور کی دنیا میں ڈوبتے ہوئے برجستہ جملوں اور لوگوں کے قہقہوں کی گونج سے لطف اندوز ہو رہا ہوں،میں جب بھی حاضر خدمت ہوتا تو فرماتے:''امین!وہ دیکھ سامنے تیل کی شیشی رکھی ہے نا،وہ فلاں صاحب میانوالی سے لائے تھے،یہ کرنے کا تیل ہے،میرے سر میں مالش کردے'' میں مالش کرتا۔ میرے ساتھ میرا ایک دوست شیخ سعید ظفر بھی ہوتا،وہ بھی امرتسر کا رہنے والا تھا،شاہ صاحب کا بچپن سے عقیدت مند تھا،مالش کراتے ہوئے شاہ صاحبؒ اپنے گزرے ہوئے لمحات جیل اور ریل کے حالات،گھریلو رہن سہن کے اصول،مختلف لوگوں کی ملاقاتوں کے تذکرے،اپنی زندگی کے تجربات سناتے،ہم وہ گوہر نایاب اپنے کانوں میں محفوظ کرتے رہتے،ایک مرتبہ فرمایا:امین! جس گھر میں میاں بیوی کی انڈراسٹینڈنگ نہ ہو(یعنی میاں بیوی ہم خیال نہ ہوں)میاں کا مزاج کچھ اور ہو بیوی کا طرز تکلم کچھ اور ہو وہ گھر،گھر نہیں ہوتا،اس کے بچوں کی تربیت صحیح نہیں ہوتی اور ان کے بچے معاشرے میں کوئی نام پیدا نہیں کرسکتے۔

ایک مرتبہ بتایا کہ:''میں نے لکھنؤ کے ایک ہال میں ایک کمیونسٹ لیڈر سبط حسن کی تقریر سنی،اس کی تقریر کا انداز،اس کا لب ولہجہ اس کے طرز تکلم سے میں بہت محظوظ ہوا،وہ ایسے بول رہا تھا کہ الفاظ اس پر اتر رہے ہیں اور میں محو حیرت اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔''شاہ جی کے یہ الفاظ سن کر میں نے سوچا کہ دنیا کا اتنا بڑا خطیب جو گھنٹوں بولتا ہے،اس کی تقریریں ہندو مسلم،سکھ،مرد وعورتیں ساری ساری رات سنتے ہیں جو مسلسل دس دس بارہ گھنٹے بولتا ہے جو مجمع کو ایسے اپنی مٹھی میں رکھتا ہے کہ وہ جو چاہے ان سے کرالے۔ وہ ایک دہریے کی تقریر کی ایسی تعریف ایسے الفاظ میں کررہا ہے تو فوراً مجھے خیال آیا کہ جو انسان جتنا بڑا ہوتا ہے اس کا ظرف بھی اتنا ہی بڑا ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ میرے چچا کو لوہے کا کام کرتے ہوئے آنکھ میں روٹ لگی تو وہ نشتر ہسپتال میں داخل تھے،میں ان سے ملنے ملتان گیا تو جب شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو پوچھا کیسے آئے ہو؟ تو میں نے تفصیلاً واقعہ بتایا کہ کام کرتے ہوئے ان کی آنکھ میں روٹ لگی ہے،تو فرمایا: دیکھو امین!انگریز کام کرتا ہے تو ایسے کام میں عینک استعمال کرتا ہے،ہم لوگ احتیاط نہیں کرتے،تو میں نے اندازہ لگایا کہ انگریز کا ازلی دشمن اس کے اصول کی تعریف کررہا ہے،یہ تھا آپ کا کامل ظرف۔ صاحبزادہ فیض الحسن ایک پیر باپ کا گدی نشین تھا،وہ شاہ صاحب اور دیگر احرار رہنماؤں کی تقریروں سے متاثر ہوکر ہماری جماعت مجلس احرار اسلام میں شامل ہوگیا تو پیروں کی قبروں پر مرید اپنی اپنی عقیدتوں کا اظہار عجیب وغریب طریقوں سے کرتے ہیں،تو ایسی غلط روایات دیکھ کر صاحبزادہ مرحوم نے اپنے باپ کی قبر کو تالا لگا دیا تھا۔ جب ۱۹۵۵ء میں شاہ صاحب نے سیاست سے علیحدگی کا اعلان کیا تو اپنے رضا کاروں اور لیڈروں کو کہہ دیا کہ میں اب سیاست چھوڑ رہا ہوں اب میں صرف اپنے میاں کی ختم نبوت کی حفاظت کا کام کروں گا،جس کا جی چاہے وہ سیاست کرے،جس جماعت میں جائے،میری طرف سے اجازت ہے تو صاحبزادہ صاحب پھر اپنے باپ کی گدی پر براجمان ہوگئے۔ کچھ عرصہ بعد گوجرہ مولوی غلام حسین صاحب کے ایک پیر صاحب کے عرس پر تشریف لائے تو میں نے دوستوں کے ساتھ دعوت دی،اپنے مکان پر بلایا مولانا سید محمد طفیل شاہ صاحب نے دم والی چائے پیش کی،تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ شاہ صاحب کی چائے کی یاد تازہ ہوگئی،شاہ صاحب بھی نفیس چائے کے شوقین تھے خود اپنے ہاتھ سے چائے بناتے اور دوستوں کو پلایا کرتے تھے،بعد میں دوران تقریر جوش خطابت میں فرمایا کہ پیر بھی بیناد ے سکتا ہے تو جب یہ الفاظ ہمارے دوستوں نے سنے تو بہت حیران

ہوئے، بعد میں جلسہ کے اختتام پر اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے تو ہم باہر کھڑے دیکھ رہے تھے کہ چند خواتین کمرے میں داخل ہوئیں اور صاحبزادہ صاحبؒ کے سامنے سجدہ ریز ہوگئیں تو ہمارے دوستوں نے اس کو بہت محسوس کیا بلکہ مجھے بہت کچھ سننا پڑا دوستوں سے اور رات کی محفل کا سب مزا کرکرا ہوگیا۔ میں جب یہ شکایت لے کر شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ''امین! ہم تو خاکی ہیں نا، یہ نوری ہیں، انہوں نے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہی چھوڑ دیا تھا، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ کی طرف جانے لگے تو کہنے لگے کہ ہم لوگ نوری ہیں، آپ خاکی ہیں، ہم آگے ساتھ نہیں جاسکتے، تو بیٹے یہ تو وہیں چھوڑ گئے تھے ہمیں اب ان سے کیا گلہ۔''

جب ہم نے ۱۹۵۲ء میں گوجرہ میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا تو میں نے کانفرنس کی صدارت کے لئے شیخ حسام الدین صاحب کا نام تجویز کیا تو شیخ صاحب مرحوم نے فرمایا کہ میں اس کانفرنس میں کیا تقریر کروں گا تو میں نے کہا کہ اس کا موضوع میں آپ کو دیتا ہوں، آپ نے اپنے خطبہ صدارت میں تاریخ احرار اسلام کے موضوع پر تقریر کرنی ہے، ماشاء اللہ! شیخ صاحب کا یہ موضوع، انداز تقریر اور تاریخ احرار کا موضوع سونے پر سہاگہ کا کام کرگیا۔

مولانا عبدالرحیم اشعر مبلغ اعظم تحفظ ختم نبوت پاکستان جب مرزا مردود (مرزا قادیانی) کی کتابوں کے اقتباسات سے موازنہ کرکے ان کا پوسٹ مارٹم کرتے تو شاہ صاحبؒ مرحوم محو حیرت ہوکر مولانا اشعر کو ایسی داد دیتے کہ مجمع بھی اس سے محظوظ ہوتا۔ شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ سید خوبصورت ہوتا ہے، بہادر ہوتا ہے، بیباک ہوتا ہے اور نڈر ہوتا ہے، جب غازی علم الدین شہیدؒ نے راجپال کو قتل کیا تو چشم دید گواہ تو کوئی نہیں تھا، اس کے دفتر کے اندر اکیلے کو مارا تھا، وکلا نے غازی کو بہت کہا کہ آپ ایک دفعہ کہہ دیں کہ میں نے نہیں مارا، ہم آپ کو بری کرائیں گے، لیکن شاہ صاحبؒ نے علم الدین شہید کو پیغام بھیجا کہ علم الدین انکار نہیں کرنا، جنت کی حوریں تیرے استقبال کا انتظار کررہی ہیں۔ یہ تھا وہ مرد حق جس نے ہندوستان کے کونے کونے میں جاکر مسلمانوں کو انگریز کے خلاف تیار کیا اور اس مسلم قوم کو اس ظالم حکومت سے نجات دلائی، آج لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان میں تحریک ۱۹۴۰ء سے شروع ہوکر ۱۹۴۷ء میں ختم ہوگئی، انہیں آزادیٔ ہند کی تحریک یاد نہیں، یہ تحریک تو ۱۸۵۷ء سے شروع ہوئی تھی جس میں لاکھوں لوگوں کو درختوں پر پھانسیاں دی گئیں، ہزاروں لوگ دریائے شور (کالا پانی) بھیج دیئے گئے اور امیر مالٹا شیخ الہندؒ اور ان کے ساتھیوں سے جو سلوک مالٹا کے یخ بستہ موسم میں ہوا جو سزائیں انہیں دی گئیں جن کا انکشاف حضرت شیخ الہندؒ کی میت کو غسل دیتے وقت ہوا وہ کسی کو یاد نہیں۔ آپ کی کمر پر گوشت نہیں تھا صرف ہڈیاں تھیں، ان کو انگاروں پر لٹا لٹا کر گوشت جلا دیا گیا تھا، صرف ہڈیاں باقی تھیں، اپنے حقیقی محسنوں کو بھول جانا یہ پرانی روایت ہے اس قوم کی۔ ''منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے'' شاعر کا یہ قول بالکل صحیح ہے۔

شاہ صاحبؒ اپنے دستخط کرتے یا اپنا نام لکھتے تو فقیر سید عطاء اللہ لکھتے تھے، شاہ صاحبؒ جب بھی اپنی تقریر سے پہلے خطبہ پڑھتے تو جب الحمدللہ کہتے تو پورے مجمع پر سکتہ طاری ہوجاتا تھا، جیسے مجمع پر کسی نے جادو کرکے اسے ساکت کردیا ہو اور اس الحمدللہ! کی آواز آج بھی ہمارے کانوں میں گونج رہی ہے، ہم تو بقول شاعر جب ان کی یاد آتی ہے تو:

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

کے مصداق انہیں یاد کرلیتے ہیں اور ان کی ارواح مبارکہ کو ہدیتاً کچھ پیش کرتے رہتے ہیں، گر قبول افتد زہے عزو شرف۔

☆☆.........☆☆

فیصل آباد میں یومِ ختم نبوت

فیصل آباد (محمد عابد پوری) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۷ ستمبر ۲۰۱۵ء بروز پیر کو بعد نماز مغرب جامع مسجد ربانیہ محلہ جناح آباد نزد ڈسپنسری جھال خانوانہ سمندری فیصل آباد میں ''یومِ ختم نبوت'' منعقد ہوا۔ جس کی زیر سرپرستی مولانا سید فاروق ناصر شاہ نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد نے کی جبکہ مولانا عبدالرشید غازی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد، مولانا مفتی سید خبیب احمد شاہ معاون مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے بیانات ہوئے۔ مولانا غلام مصطفیٰ مرکزی رہنما نے کہا کہ پوری دنیا کے قادیانی عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق اللہ تعالیٰ کی ایک سو آیات مبارکہ کا انکار کرتے ہیں اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو سو دس احادیث مبارکہ کا بھی انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا کہ ''میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کسی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں آئے گا'' اور نہ ہی کوئی نئی امت ہوگی۔ ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی میں قادیانی سربراہ نے کہا تھا کہ جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتا وہ کافر ہے۔

معرکہ یمامہ کی سرزمین پر چند گھنٹے!

مولانا عبدالمالک مجاہد

اس بات کو اب کئی سال گزر چکے ہیں۔ غالباً ۲۰۱۰ء کی بات ہوگی، میں اپنی فیملی کے ساتھ ریاض سے ''عقرباء'' کے لئے روانہ ہوا، یہ جگہ ریاض سے زیادہ دور نہیں، درعیہ سے قریباً بیس پچیس منٹ کی ڈرائیونگ ہوگی۔ عقرباء اور جبیلہ دونوں جڑواں شہر ہیں۔ آپ انہیں ایک ہی شہر کے دونوں نام کہہ سکتے ہیں، یہ شہر کیا ہیں؟ چھوٹی چھوٹی بستیاں ہیں، مگر ان سے ہماری عظیم تاریخ کے کئی ابواب وابستہ ہیں۔ ختم نبوت کی حفاظت کرتے ہوئے صحابہ کرامؓ کی داستان عزیمت، ختم نبوت پر ڈاکا مارنے والوں کے خلاف پہلی بڑی اور منظم جنگ جس نے مسلمانوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس فتنہ کے خلاف بند باندھنے اور منظم ہونے پر آمادہ کیا۔

اس روز حسن اتفاق سے صبح سویرے ہی سے گہرے بادل چھائے ہوئے تھے، ہم ریاض سے باہر نکلے تو موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ ریاض میں کم کم ہی بارش ہوتی ہے۔ اس روز بادل برسے اور خوب جم کر برسے، ہم نے موسم سے بھرپور لطف اٹھایا۔ ریاض شہر سے شمال مغرب کی جانب محض تیس کلومیٹر کے فاصلے پر جب ''جبیلہ'' پہنچے تو بارش پورے زور وشور سے جاری تھی۔ میں نے بڑی مدت پہلے مسیلمہ کذاب کے بارے میں پڑھا تھا کہ یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے ختم نبوت پر ڈاکا ڈالا اور نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ یہ علاقہ یمامہ کا ہے اور مسیلمہ بن حبیب اسی علاقے کا رہنے والا تھا۔ شہر میں داخل ہوئے تو دائیں بائیں آبشاریں چل رہی تھیں۔ پہاڑیوں سے پانی بڑے زور سے نیچے اتر رہا تھا۔ بالکل جیسے ہم پاکستان میں مری یا سوات کے علاقوں میں جائیں تو جابجا پانی کے چشمے اور پھر ان میں سے آبشاریں بہتی نظر آتی ہیں۔ ہمیں اس روز کوئی بھی شخص نہ مل سکا، جو ہماری رہنمائی کرتا اور ہمیں حدیقۃ الموت کے بارے میں بتاتا، ہاں اس روز یہ فائدہ ضرور ہوا کہ جب بارش قدرے رکی تو ہم نے ایک مقامی ریسٹورنٹ سے مندی خریدی۔ دو بڑے بڑے چاولوں کے تھالوں پر بکرے کا چوتھائی حصہ رکھا ہوا تھا۔ گوشت کے ٹکڑے اور رائس ریسٹورنٹ والوں نے بڑے ہی پروفیشنل انداز میں سجا رکھے تھے، ان میں میوہ جات ڈالے اور فائل پیپر لگا کر دونوں تھال ہمارے حوالے کر دیئے۔ تھالوں کی ضمانت کے طور پر سو ریال رکھ لیا کہ جب آپ یہ ٹرے واپس کریں گے تو ہم آپ کو سو ریال واپس کر دیں گے۔ ہم نے ایک پہاڑی کے دامن میں دستر خوان بچھایا، پردے کے لئے گاڑیوں کو ایک سائڈ پر کھڑا کر دیا، لیجئے جناب! موسم کی مناسبت سے دوپہر کے کھانے کا مزہ آ گیا، بچے اب بھی یاد کرتے ہیں۔

اس کے بعد بھی میری بڑی خواہش اور تمنا تھی کہ میں اس علاقے کو دیکھوں، مگر مصروفیات تو کبھی ختم ہی نہیں ہوتیں، چند ہفتے قبل پاکستان آرمی کے بریگیڈیر جناب جاوید اشرف دارالسلام کے ہیڈ کوارٹر میں تشریف لائے، یہ سعودی لینڈ فورسز کمانڈر کے ہیڈ کوارٹر میں پاکستان آرمی کے نمائندے ہیں، بڑے ہی سنجیدہ، فہمیدہ، علم دوست، علماء کے قدردان اور دین سے محبت کرنے والی شخصیت ہیں۔ ہم کافی دیر تک ان کے ساتھ بیٹھے رہے، خوب جی بھر کے گفتگو ہوئی، آپس میں تحائف کا تبادلہ ہوا، ہم نے تحفہ کیا دینا تھا، وہ تو کتابیں ہیں۔ جنتی مرضی اٹھالیں، تحفہ تو ان کی طرف سے تھا، آرمی کے لوگو کے ساتھ قیمتی گھڑی اور دیگر بہت سارے چھوٹے چھوٹے تحائف تھے۔ ملاقات کے اختتام پر یہ فیصلہ ہوا کہ ان ملاقاتوں کو جاری وساری رکھا جائے گا، گاہے بگاہے ایک دوسرے سے ملنے کا اہتمام ہوتا رہے گا، کسی بھی علم دوست، پڑھے لکھے اور تعلیم یافتہ شخص کے ساتھ بیٹھ کر آپ بہت کچھ سیکھتے ہیں، آپ کا ذہن کھلتا ہے، میں ان کی محبت کے سحر میں گرفتار تھا کہ انہی کی زبانی پتہ چلا کہ وہ بھی کسی روز جبیلہ جانا چاہتے ہیں۔ اس جگہ کو دیکھنا چاہتے ہیں، جہاں سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے دور میں ایک معرکہ آراء جنگ ہوئی تھی، جس میں ۱۲۰۰ صحابہ کرامؓ شہید ہوگئے تھے۔ ختم نبوت پر ڈاکا ڈالنے والے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا گیا تھا، انہوں نے بتایا کہ پاکستان سے علماء کا ایک وفد سعودی عرب آ رہا ہے، جس میں مولانا خان محمدؒ کندیاں میانوالی کے صاحبزادے جناب مولانا عزیز احمد، مولانا خلیل احمد، مولانا عبدالرحمن ضیا، مفتی محمد طاہر مسعود، عبدالرؤف اور غلام قادر شامل ہیں۔ وہ بھی اس سفر میں ہمارے ساتھ شامل ہوں گے۔ میری خواہش تھی کہ ہمیں کوئی ایسے ساتھی مل جائیں جن کا تاریخ کے

ساتھ گہرا لگاؤ ہو، جو اس جگہ کے بارے میں معلومات رکھتے ہوں۔ خوش قسمتی سے یہ خواہش جناب عبدالحمید قادری کی صورت میں پوری ہوگئی۔ وزارت دفاع و الطیران میں عرصہ دراز سے خدمات انجام دینے والے قادری بہت ہی محقق اور علمی شخصیت ہیں۔ عمر تو مجھے ستر سال بتارہے تھے، مگر لگتے ۵۸ یا ۶۰ سال کے تھے۔ بڑے ہی مرنجاں مرنج طبیعت کے قادری صاحب ہمیں وہ پاکستان والے قادری صاحب نہ لگے، ایک اور قادری صاحب بھی ہیں جن کے نام سے پاکستانی قوم بدکتی ہے، مگر یہ قادری صاحب بہت پڑھے لکھے اور حدیث سے محبت کرنے والے نکلے۔ عبدالحمید قادری متعدد کتابوں کے مؤلف بھی ہیں، وہ اس جگہ پر متعدد بار جاچکے ہیں، آج کے اس سفر میں پاکستانی نژاد ایک امریکی ڈاکٹر احمد الہاشمی بھی تھے، ان کو بھی صحابہ کرامؓ اور ختم نبوت کے ساتھ خوب محبت ہے۔ تاریخ کے ساتھ خوب دلچسپی ہے اور یہ بھی سعودی عرب کے مختلف تاریخی مقامات پر جاچکے ہیں، ہم تین گاڑیوں میں معرکہ یمامہ کی جگہ روانہ ہوئے تو ہمارے ساتھ سرگودھا سے تعلق رکھنے والے مولانا عبدالرحمن ضیا اور مفتی طاہر مسعود بھی گاڑی میں بیٹھ گئے۔

بریگیڈیئر جاوید اشرف کا تعلق پاکستان کے مشہور شہر جھنگ سے ہے، ان کا خوبصورت بنگلہ ریاض کے پوش ایریا میں واقع ہے۔ انہوں نے مجھے ایک دن پہلے موبائل کے ذریعے اپنے گھر کی لوکیشن بجھوادی تھی، آج کے دور میں ٹیکنالوجی کی بدولت جو بے شمار سہولتیں میسر ہیں، ان میں لوکیشن کی سہولت بھی ہے۔ سیٹلائٹ کی بدولت آپ بڑی آسانی سے مقررہ جگہ پر پہنچ جاتے ہیں، ہم جبیلہ کے لئے روانہ ہوئے تو دن کے ساڑھے دس بج رہے تھے، یہ آدھ گھنٹے کا سفر تھا، آج ہفتہ کا دن تھا، جب سڑکوں پر رش نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔

یمامہ کا یہ علاقہ کسی زمانے میں بڑا زرخیز تھا، یہاں پر بھی پھلوں اور کھجوروں کے بڑے بڑے باغات تھے، اس علاقے میں بڑی آبادی تھی، شہر آباد تھا، پانی وافر تھا، متعدد کنویں اب بھی موجود ہیں، اس علاقے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے پہلے مسیلمہ بن حبیب الملقب بہ مسیلمہ کذاب پیدا ہوا۔ مورخین نے اس کی تاریخ پیدائش کا ذکر نہیں کیا، مگر تاریخ الخلفاء للسیوطی کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ آپؐ کے والد محترم سردار عبداللہ بن عبدالمطلب کی ولادت سے بھی پہلے پیدا ہوا۔ عبداللہ تقریباً ۲۲ سال کے تھے جب فوت ہوئے۔ اس حساب سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً ۳۵ برس زیادہ عمر کا تھا۔ شروع دن ہی سے اس کا مذہب عیسائیت تھا، اپنے گلے میں چاندی کی صلیب لٹکاتا تھا، مسیلمہ کی عمر ۱۵ سال کی تھی جب اس کی والدہ وفات پاگئی۔ مسیلمہ ۶۰۱ء میں بیت المقدس چلا گیا، وہاں اس نے دو سال گزارے، اس دوران اس نے عبرانی زبان بھی سیکھ لی، یہ وہ زمانہ تھا جب عیسائی ایک آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گفتگو کیا کرتے تھے کہ عنقریب ایک آخری نبی تشریف لانے والے ہیں، جن کے بارے میں انجیل اور تورات میں بڑی واضح نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ ۶۰۳ء میں مسیلمہ بیت المقدس سے واپس اپنے وطن آیا تو یمامہ میں رہنے کی بجائے عمان چلا گیا، وہاں یہ عمان اور انڈیا کے درمیان چلنے والے بحری جہاز پر بطور ملاح کام کرنے لگا۔

۶۰۸ء میں مسیلمہ کذاب ہاجر بنت سعد سے شادی کرتا ہے، اس دوران اسے متعدد بار انڈیا جانے کا موقع ملتا ہے، انڈیا میں اس نے حقہ پینا بھی سیکھا۔ ہاجر کا تعلق بنو تمیم سے تھا جو عرب کا بڑا مشہور قبیلہ ہے۔ اس کے ہاں تین بیٹے حبیب، شرحبیل اور ثمامہ پیدا ہوئے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اپریل ۵۷۱ء میں ہوئی۔ اس حساب سے آپ کو نبوت ۶۱۰ء میں ملتی ہے۔ ۶۲۳ء میں جب مسیلمہ اپنے وطن یمامہ میں واپس آتا ہے تو اس نے دیکھا کہ اس کے علاقے کے متعدد لوگ اسلام قبول کرچکے ہیں، ان میں یمامہ کا رئیس ثمامہ بن اُثال بھی تھا جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق سے متاثر ہوکر دین حق کو قبول کرلیتا ہے۔ یہی وہ دور تھا جب اس علاقے کے پادریوں نے مسیلمہ سے شکایت کی کہ لوگ جوق در جوق اسلام قبول کررہے ہیں، تمہیں عیسائیت کے فروغ اور دفاع کے لئے کچھ کرنا چاہئے، چنانچہ مسیلمہ نے کنیسہ کے لئے کام شروع کردیا۔

۶۳۲ء میں یمامہ کے کچھ لوگ اسلام قبول کرنے کی غرض سے مدینہ شریف جاتے ہیں، اس زمانے میں یمامہ سے مدینہ شریف کا سفر کم و بیش ۱۸ سے ۲۰ دنوں میں طے ہوتا تھا، جب قافلہ روانہ ہونے لگا تو مسیلمہ کذاب بھی صلیب لٹکائے ہوئے قافلہ کے ساتھ شامل ہوگیا، ان لوگوں کا تعلق بنو حنیفہ سے تھا، بنو حنیفہ کے یہ لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اسلام قبول کرلیا، مگر مسیلمہ اپنی رہائش پر ہی رہا، اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا، الٹا یہ کہنے لگا:

"میں چاہتا ہوں جس طرح موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون علیہما السلام کو نبوت میں شریک کرلیا تھا، اسی طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی مجھے اپنی نبوت میں شریک کریں۔"

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مسیلمہ کے پیغام اور خواہش کا علم ہوا تو آپؐ نے زمین سے ایک لکڑی اٹھائی اور مسیلمہ کو مخاطب کرکے فرمایا:

"اللہ کی قسم! مسیلمہ اگر تم مجھ سے یہ لکڑی بھی طلب کروگے تو میں یہ بھی تمہیں نہیں دوں گا۔"

چنانچہ بدقسمت مسیلمہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کئے بغیر ہی اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ یمامہ واپس آ گیا۔

مسیلمہ کذاب کے حالات کو مختلف سیرت نگاروں نے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، آپؐ کے آخری دور میں دو بڑے فتنوں نے سر اٹھایا، ان میں ایک تو یمن کے جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کا تھا۔ دوسرا فتنہ یمامہ کے علاقے میں مسیلمہ کذاب کا تھا۔ مسئلہ ختم نبوت پر ایمان ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا ہے، اب قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ اگر کوئی آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ کذاب، دجال اور لعنتی ہے۔

قارئین کرام! اس عقیدے کو ہمیں بھی خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے اور اسے اپنی اولادوں کو بھی ذہن نشین کروا دینا چاہئے۔ یمامہ کا فتنہ کوئی معمولی اور چھوٹا فتنہ نہ تھا۔ اسود عنسی کے بعد مسیلمہ نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا: ''مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت میں شریک کیا گیا ہے۔'' اللہ کے رسولؐ نے اسی دوران ایک خواب دیکھا کہ آپ کے پاس روئے زمین کے خزانے لا کر رکھ دیئے گئے ہیں اور اس میں سے سونے کے دو کنگن آپ کے ہاتھ میں آ پڑے ہیں۔ آپؐ کو یہ دونوں کنگن بڑے گراں گزرے، آپ کو بڑا رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کی کہ ان دونوں کو پھونک دیجئے۔ چنانچہ جب آپؐ نے انہیں پھونکا تو وہ دونوں کنگن ہوا میں اُڑ گئے۔ اللہ کے رسولؐ نے ان کی یہ تعبیر فرمائی کہ آپؐ کے بعد دو کذاب جو پرلے درجے کے جھوٹے ہوں گے نکلیں گے۔

اس سے پہلے کہ ہم آگے بڑھیں، میں آپ کو اللہ کے رسولؐ کی ایک حدیث یاد کراؤں گا، مجھے یقین ہے کہ آپ نے علماء کرام کی زبانی یہ حدیث بارہا سن رکھی ہوگی، مگر ایک بار پھر اسے تازہ کر لیجئے، ارشاد ہوا:

''میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے، لیکن جان لو کہ میں خاتم النبیین ہوں! میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (جامع الترمذی:۲۲۱۹)

انہی تیس جھوٹوں میں ایک مرزا غلام احمد قادیانی بھی تھا، ۱۸۳۵ء میں قادیان انڈیا میں پیدا ہونے والا مرزا غلام احمد قادیانی برطانوی استعمار کے کندھوں پر پروان چڑھتا ہے۔ یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس کا علاج بھی وہی کیا جاتا جو اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کا ہوا تھا، تاکہ یہ فتنہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا، لیکن عالمی بدمعاشوں نے اس کی ناجائز سرپرستی کی، جس کی وجہ سے اس کے خلاف کارروائی نہ ہو سکی، لیکن اس فتنہ کو ختم کرنے کے لئے علماء حق اور عامۃ الناس نے جو قربانیاں دی ہیں، وہ بے مثال ہیں، ان پر کسی وقت ان شاء اللہ تفصیل سے لکھا جائے گا۔ فی الحال اس مضمون کو ہم مسیلمہ کذاب تک محدود رکھیں گے تاکہ قارئین کو معلوم ہو سکے کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے عقیدہ ختم نبوت کو کس قدر اہمیت دی اور صحابہ کرامؓ نے اس کے لئے کتنی قربانیاں دیں۔

اگر ہم یمامہ کے علاقے کو جنگی نقطۂ نظر سے دیکھیں تو یہ بہت بڑا علاقہ ہے، یہاں زمین اونچی نیچی ناہموار ہے، بعض مقامات پر مٹی کے بلند قامت تودے بھی ہیں، کہیں تو آپ کو زمین بڑی گہری نظر آئے گی، راستوں میں کتنے ہی موڑ نظر آئیں گے، اللہ کے رسولؐ کے دور میں یہ زمین بڑی زرخیز تھی، یہاں کی گندم بڑی مشہور تھی، مکہ مکرمہ میں گندم اسی علاقے سے جاتی تھی، اس علاقے کے ایک سردار ثمامہ بن اُثال نے جب اسلام قبول کیا اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے تو قریش نے انہیں طعنہ دیا کہ آپ تو صابی یعنی بے دین ہو گئے ہیں، انہوں نے بڑے فخر سے بتایا: ''نہیں! میں بے دین نہیں ہوا بلکہ میں نے اللہ کے رسولؐ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا ہے۔'' اس کے ساتھ ہی انہوں نے قریش سے کہا: ''جب تک اللہ کے رسولؐ حکم جاری نہ فرمائیں گے اہل مکہ کو گندم کا ایک دانہ بھی یمامہ سے نہیں ملے گا۔'' انہوں نے اپنے کہے پر عمل کیا اور یمامہ جا کر اہل مکہ کے لئے گندم کی سپلائی بند کر دی۔ مکہ میں قحط کے آثار بڑھ گئے، ابوسفیان نے اپنی تمام تر دشمنی کے باوجود اہل مکہ کے اصرار پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط لکھ کر سفارش کی درخواست کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنان دین سے سیاسی اور مذہبی اختلاف کی شدت کے باوجود ان کا بھوک سے ہلاک ہونا برداشت نہ کیا اور آپ نے ثمامہ کو حکم دیا کہ اہل مکہ کی گندم بحال کر دی جائے۔ حکم پاتے ہی انہوں نے تعمیل کی اور مکہ والوں کی گندم بحال کر دی۔ اس واقعہ سے ہمارے قارئین کرام کو بخوبی اندازہ ہو گیا ہوگا کہ اس علاقے کی کیا اہمیت تھی۔ یہاں پر اہل یمامہ نے متعدد قلعے تعمیر کر رکھے تھے، یہی وجہ ہے کہ اس علاقے میں معرکہ یمامہ کم و بیش ۹ ماہ تک جاری رہا، اس معرکے میں دونوں طرف بھاری جانی و مالی نقصان ہوا، مگر کوئی بھی نقصان ختم نبوت پر ڈاکا ڈالنے والوں کی بیخ کنی میں حائل نہ ہو سکا۔ صحابہ کرامؓ نے نہ جانوں کی پروا کی، نہ مالوں کو خاطر میں لائے، بچے اہل و عیال گھر بار سب کچھ اللہ کے رسولؐ کی حرمت و عزت اور ختم نبوت کی حفاظت پر قربان کر دیا۔ یہ انہی قربانیوں کا ثمر تھا کہ آج کے دن تک امت میں جتنے لوگوں نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا، سب کو اہل اسلام نے رد کر دیا اور کسی بھی جھوٹے نبی کی نبوت چل نہ سکی۔ (جاری ہے)

مولانا شجاع آبادی کا دورۂ سکھر

رپورٹ: محمد حسین ناصر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی دس روزہ تبلیغی دورہ پر سندھ میں تشریف لائے، آپ کے تبلیغی دورہ کا آغاز سکھر سے ہوا۔

یکم ستمبر ۲۰۱۵ء جعفر ایکسپریس کے ذریعہ آپ کوئٹہ سے تشریف لائے، جہاں آپ کا راقم الحروف اور دوسرے رفقاء نے ریلوے اسٹیشن پر خیر مقدم کیا۔ آپ کو دفتر ختم نبوت معصوم شاہ مینارہ میں لایا گیا، جہاں سکھر مجلس کے ناظم اعلیٰ مولانا عبداللطیف اشرفی اور دوسرے رفقاء نے ملاقات کی اور جماعتی امور پر مشاورت کی۔

مسجد اقصیٰ میں بیان: عشاء کی نماز کے بعد مفتی محمد یاسین کی دعوت پر مسجد اقصیٰ نواں گوٹھ میں جلسہ ہوا، جس کی صدارت مفتی صاحب نے کی اور مہمان خصوصی مولانا عبداللطیف اشرفی تھے۔ تلاوت اور نعت کے بعد راقم الحروف نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر گفتگو کی۔ راقم کے بعد مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج سے اکتالیس سال پہلے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان قومی اسمبلی نے گیارہ دن قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد اور دو دن لاہوری گروپ کے صدر الدین اور عبدالمنان کو مکمل دفاع کا موقع دیا اور قومی اسمبلی۔ قادیانیوں کا موقف سننے کے بعد انہیں ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ جلسہ مولانا شجاع آبادی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

آغا سید محمد کی عیادت: مرکزی جامع مسجد کے خطیب، قاری خلیل احمد بندھانیؒ کے جانشین قاری جمیل احمد کی سرکردگی میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور راقم السطور پر مشتمل ایک وفد نے ۲؍ستمبر کو مغرب کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے امیر آغا سید محمد کی عیادت کی اور ان کی صحت و عافیت کی دعا کی۔

جامع مسجد صدیقیہ میں جلسہ: ۲؍ستمبر بعد نماز عشاء جامع مسجد صدیقیہ نزد سیشن کورٹ میں ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ کی یاد میں تہنیتی جلسہ منعقد ہوا۔ جس سے تلاوت و نعت کے بعد مولانا شجاع آبادی اور راقم کے بیانات ہوئے۔ جلسہ میں ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ میں شرکت کرنے والے حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے ممبروں کو خراج تحسین پیش کیا۔ اس جلسہ کے مہمان خصوصی مولانا عبداللطیف اشرفی تھے جبکہ صدارت مولانا عبدالمجید آرائیں نے کی۔ جلسہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

منیر احمد سے تعزیت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن جناب منیر احمد کی والدہ محترمہ تین روز پہلے انتقال فرما گئیں۔ مجلس کے رہنماؤں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، قاری جمیل احمد اور راقم نے پسماندگان کے ساتھ تعزیت کی اور مرحومہ کی مغفرت کی دعا کی۔ قبل ازیں مرحومہ کے جنازہ میں راقم نے مولانا عبداللطیف اشرفی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کی معیت میں جنازہ میں شرکت کی۔ ۳؍ستمبر ناشتہ کے بعد گمبٹ ضلع خیرپور میرس تشریف لے گئے۔

مولانا شجاع آبادی کا خیرپور میرس اور نوابشاہ کا تبلیغی دورہ: ۳؍ستمبر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی دو روز کے لئے گمبٹ، رانی پور، نوابشاہ کے تبلیغی دورہ پر تشریف لائے۔ جہاں گمبٹ اسٹاپ پر مجلس کے مبلغ تجمل حسین نے رفقاء کے ساتھ آپ کا استقبال کیا اور آپ کو دفتر ختم نبوت شیخ چوک رحمانیہ مسجد میں لایا گیا۔

مدرسہ دارالقرآن توحیدیہ: بعد نماز ظہر آپ نے مدرسہ دارالقرآن توحیدیہ کے سالانہ جلسہ سے خطاب کیا۔ جلسہ سے مولانا شجاع آبادی کے علاوہ سائیں عبدالمجیب قریشی سجادہ نشین خانقاہ پیر شریف، مولانا محمد قاسم سومرو کنڈیارو، مولانا میر محمد میرک خیرپور میرس اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔ جلسہ کی صدارت مولانا عبدالخالق شیخ مہتمم مدرسہ نے کی۔ مقررین نے علوم اسلامیہ کی اہمیت، درس و تدریس، تعلیم و تعلم کے فضائل، عقیدۂ ختم نبوت کی حقانیت پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امت مسلمہ نے ہر دور میں دینی عقائد و اعمال، علوم و معارف، عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کی ہے اور آئندہ بھی یہ فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے اور ان کی عظمت پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔ علماء کرام نے سابق سفارت کار واجد شمس الحسن کے قادیانیوں کے جلسہ میں شرکت اور ۱۹۷۴ء کے فیصلہ کے خلاف بیان کو آئین سے بغاوت کے مترادف قرار دیا۔ حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ سابق سفارت کار واجد شمس الحسن کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دے۔

رانی پور میں ختم نبوت کانفرنس: مدینہ مسجد رانی پور میں عشاء کے بعد ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت مولانا حکیم عبدالواحد بروہی نے کی۔ گمبٹ سے شیخ عبدالسمیع خصوصیت کے ساتھ شریک ہوئے۔ کانفرنس سے مبلغ ختم نبوت خیرپور میرس و نوابشاہ تجمل حسین اور مولانا شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

علماء کرام نے کہا کہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے عظیم الشان فیصلے کو آج تک قادیانیوں نے تسلیم نہیں کیا، یہی

وجہ ہے کہ وہ اپنے بیرونی آقاؤں کے ذریعہ اس فیصلہ کو سبوتاژ کرنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ امت مسلمہ کبھی بھی ان کی سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دے گی۔ اسلامیان پاکستان ختم نبوت کی چوکیداری کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اور دیتے رہیں گے۔ صبح کی نماز کے بعد وین کے ذریعہ نوابشاہ کا سفر کیا۔

خطبہ جمعہ: ۴؍ستمبر کا خطبہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مسجد کبیر ریلوے اسٹیشن نوابشاہ میں دیا۔ مسجد کبیر تلمیذ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین مدنیؒ، مولانا دوست محمدؒ نے بنائی اور مرحوم تادم زیست اس مسجد کے خطیب ومتولی رہے اور ان کے بڑے بھائی قاری امجد مدنیؒ مجلس کے امیر رہے۔ دونوں بھائی یکے بعد دیگرے دو تین سال میں انتقال فرماگئے۔ اب مولانا دوست محمدؒ کے چھوٹے صاحبزادے مولانا قاری امجد مدنی خطیب وامام ہیں اور قاری امجد مدنیؒ کے فرزند مولانا عطاء الرحمٰن نائب خطیب وامام ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر بھی مسجد کبیر میں واقع ہے تو قاری امجد مدنی کی استدعا پر مولانا شجاع آبادی کا جمعہ مسجد کبیر میں رکھا گیا۔ مولانا شجاع آبادی نے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے حوالے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت کے اسپیکر اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی خان نے اسمبلی کی کارروائی کو ٹاپ سیکریٹ قرار دے کر اشاعت پر پابندی عائد کردی۔ قادیانیوں نے یہ تاثر دیا کہ اس لئے پابندی عائد کی گئی کہ اس کی اشاعت ہوجاتی تو آدھا ملک قادیانی ہوجاتا۔ گزشتہ اسمبلی نے پابندی ہٹادی، قومی اسمبلی کی کارروائی نیٹ پر بھی موجود ہے۔ مجلس نے ان کا چیلنج قبول کرکے اس کے کئی ایڈیشن شائع کئے ہیں، الحمدللہ! کوئی مسلمان قادیانی نہیں البتہ قادیانی دھڑا دھڑ اسلام قبول کررہے ہیں۔

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی بدین کے دورہ پر

(رپورٹ: مولانا مختار احمد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی دوروزہ دورے پر بدین تشریف لائے۔

مدرسہ بدرالعلوم میں خطاب: ۵؍ستمبر بعد نماز ظہر مدرسہ بدرالعلوم میں ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخی اور کفرشکن فیصلہ کی یاد میں جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا محمد اسماعیل مہتمم مدرسہ ہذا نے کی۔ مہمان خصوصی حافظ عبدالحمید تھے۔ مولانا نے ۷؍ستمبر کے فیصلہ کی روداد بیان کی اور بتلایا کہ اس فیصلہ کی پشت پر ہزاروں شہدائے ختم نبوت کا خون اور قربانیاں ہیں، جو جرم بے گناہی کی وجہ سے حکومت کے مظالم کی بھینٹ چڑھ گئے، بالآخر ان کا خون رنگ لایا اور قادیانی اور لاہوری گروپ آئینی طور پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیئے گئے۔ نیز مولانا شجاع آبادی نے جامعہ کے بانی مولانا عبدالستار چاوڑا کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور جامعہ کی ترقی کے لئے دعا کی۔

جامعہ مسجد فاروقیہ ٹنڈو باگو میں خطاب:

۵؍ستمبر بعد نماز عشاء جامع مسجد فاروقیہ ٹنڈو باگو میں ختم نبوت سیمینار سے خطاب کیا۔ آپ سے پہلے ڈویژنل مبلغ مختار احمد نے بھی خطاب کیا۔ رات کا قیام مدرسہ مولانا عبدالرزاق میں رہا۔ مدرسہ کے مہتمم مولانا عبدالرزاق مدظلہ سے طویل تبادلہ خیالات ہوا۔ موصوف نے ڈویژنل مبلغ کی خدمات کو سراہا اور کہا کہ میرے مدرسہ کو اپنا گھر اور دفتر تصور کریں، جب بھی تشریف لائیں، ہمارے دروازے ان مجاہدین ومبلغین ختم نبوت کے لئے کھلے ہیں۔

بخاری مسجد کنری میں ختم نبوت کانفرنس: ۶؍ستمبر بعد نماز عشاء بخاری مسجد کنری مرکز ختم نبوت میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس سے راقم مختار احمد، میرپورخاص کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تفصیلی بیانات ہوئے۔ بیانات میں ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کی کارروائی زیر بحث رہی۔ جلسہ کے بعد دفتر ختم نبوت میں مقامی رفقاء سے ملاقات ہوئی۔ کنری مجلس کے ناظم اعلیٰ حاجی محمد ناصر کی صحت وعافیت کی دعا کی گئی۔ حاجی محمد ناصر گردے کے مریض ہیں۔

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی میرپورخاص میں

(رپورٹ: مولانا محمد علی صدیقی) ۷؍ستمبر بعد ظہر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی راقم الحروف کی معیت ورفاقت میں کنری سے میرپورخاص تشریف لائے۔ تھوڑی دیر مدرسہ تجوید القرآن میں آرام کیا۔

مدینہ مسجد میں ختم نبوت کانفرنس: مدینہ مسجد میرپور خاص اہل حق کا قدیمی مرکز ہے، حضرت مولانا فیض اللہ بروہی مدینہ مسجد کے ایک عرصہ تک خطیب رہے۔ نیز مجلس کے امیر بھی۔ آج مسجد کے خطیب آپ کے جانشین مولانا حفیظ الرحمٰن فیض مسجد کے خطیب اور مدرسہ کے مہتمم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ ہیں۔ ان کی دعوت پر ۷؍ستمبر کے تاریخی دن میں بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت ونعت کے بعد میرپور خاص کے معروف عالم دین اور خطیب مولانا محمد عبداللہ نے خطاب کیا۔ آپ نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر فاضلانہ بیان کیا۔ مولانا عبداللہ کے بعد مہمان خصوصی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے تحریک ختم نبوت کی تاریخ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کا فیصلہ تحریک کی کامیابی کا پہلا زینہ تھا کہ نوے سالہ جدوجہد کرنے کے بعد قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا، جو پہلا تاریخی اور عظیم فیصلہ تھا۔ آئین میں ترمیم تو ہوئی لیکن قانون سازی نہ ہونے کی وجہ سے قادیانی دندنانے لگے انہوں نے امت کو کافر کہا اور اپنے آپ کو حقیقی مسلمان کہا، تا آنکہ ۱۹۸۴ء میں تیسری تحریک چلی مجلس عمل قائم ہوئی مجلس عمل نے اسلام آباد مظاہرہ کی کال دی، ملک بھر سے ہزاروں رضاکار قافلوں کی صورت میں پہنچے۔ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے مذاکرات کی دعوت دی جو قبول کرلی گئی اور جنرل محمد ضیاء الحق نے امتناع

قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ، مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ، حضرت مولانا عبدالستار نیازیؒ و دیگر علماء سمیت تقریباً ایک لاکھ مجاہدین ختم نبوت کو جیلوں میں بند کردیا جو جیلوں کی تکالیف برداشت کرتے رہے۔ پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کی خاطر مسلمان ماؤں نے بے مثال قربانیاں پیش کیں جسے دیکھ کر غزوۂ احد کی یاد تازہ ہوگئی اور شمع رسالت کے پروانے زبان حال سے کہہ رہے تھے:

ہم نے ہر دور میں تقدیس رسالت کے لئے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
توڑ کر سلسلہ رسم سیاست کا فسوں
فقط اک نام محمد ﷺ سے محبت کی ہے

۱۹۵۳ء کی تحریک کو اس وقت کے حکمرانوں نے تشدد اور بربریت سے عارضی طور پر ناکام کردیا، لیکن اس تحریک کی چنگاری دب گئی جو ۱۹۷۴ء میں تحریک کی شکل میں نمودار ہوئی۔ ۱۹۷۴ء میں ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر قادیانیوں نے مسلم طلبا کو بری طرح زدوکوب کیا جس کے نتیجے میں پورے ملک میں قادیانیوں کے خلاف تحریک شروع ہوگئی۔ تحریک کو ختم کرنا بھٹو حکومت کے لئے مشکل تھا کیونکہ اسمبلی سے باہر تحریک کی قیادت محدث العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور اسمبلی کے اندر قائد جمعیت مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور بابائے جمعیت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کررہے تھے۔ تحریک کامیاب ہوئی، اس طرح مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور دیگر اکابرین کی وجہ سے مسلمانوں کا نوے سالہ مسئلہ ختم ہوگیا۔ ۱۹۸۴ء میں شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی امارت میں حکومت نے امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری کرکے قادیانیت کا جنازہ نکال دیا۔

۷ستمبر ایک تاریخ ساز دن ہے کیونکہ اس دن ملت اسلامیہ کا بہت بڑا فتنہ ختم ہوگیا تھا، لیکن نہایت بدقسمتی کی بات ہے کہ جو ملک اسلام کے نام پر بنا تھا، آج قادیانی اور قادیانی نواز تنظیمیں حکومت وقت سے مطالبہ کرتی ہیں کہ توہین رسالت کا قانون ختم کیا جائے، لیکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ان کے تمام ناپاک منصوبوں کو ناکام بنادے گی۔

۶ستمبر کی طرح ۷ستمبر بھی ایک اہم تاریخ ساز دن ہے۔ ۶ستمبر کو ملک کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کی گئی تھی اور ۷ستمبر کو ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت ہوئی تھی اور غداران اسلام ووطن مرزائیوں کو باقاعدہ قانونی طور پر مسلمانوں کے جسم سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ کیا گیا، جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: لانبی بعدی... الخ۔ ہم بحیثیت مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا پوری قوت سے دفاع کریں گے اور جو کوئی بھی توہین رسالت کا مرتکب ہوگا خواہ وہ مسیلمہ کذاب کی شکل میں ہو یا مسیلمہ پنجاب کی شکل میں ہو تو ہم تن من دھن سے ان کا مقابلہ کریں گے۔

الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پوری دنیا میں عقیدۂ ختم نبوت کے دفاع اور قادیانیت و عیسائیت سمیت تمام فرقہ ہائے باطلہ کی سرکوبی کے لئے دن رات سرگرم ہے، پوری دنیا اور خصوصاً پاکستان کے ہر شہر میں مجلس کے دفاتر اور مبلغین سال بھر متحرک رہتے ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر چھپواکر مفت تقسیم کرتے ہیں تاکہ امت مسلمہ قادیانیت کے دجل وفریب سے محفوظ رہے۔

☆☆......☆☆

تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس، چمن

چمن (مولانا محمد یونس) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیراہتمام چمن میں ۲۷ تا ۲۹ راگست ۲۰۱۵ء کو چمن میں تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورس منعقد کیا گیا، کورس پڑھانے کے لئے مجلس کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مرکزی رہنما مولانا محمد اکرم طوفانی مجلس بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی، راقم الحروف بلوچستان کے مبلغ مولانا محمد یونس نے اسباق پڑھائے۔ کورس میں تقریباً تین سو ہر شعبۂ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ کورس کے اختتام پر کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اکرم طوفانی، شیخ الحدیث حافظ محمد یوسف، مجلس بلوچستان کے امیر مولانا عبدالواحد، مجلس بلوچستان کے ناظم تبلیغ مولانا عبدالرحیم رحیمی اور راقم نے خطاب کیا۔ کانفرنس کے اختتام پر شرکاء کورس کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کی طرف سے اسناد تقسیم کی گئیں۔ تحفظ ختم نبوت کورس وکانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چمن کے صاحبزادہ قاری جنید احمد فردوسی اور ان کے مخلص رفقاء کار نے خوب محنت کی، اللہ رب العزت قاری جنید احمد اور ان کے رفقاء کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی محنت واخلاص کو قبول فرمائے۔ آمین۔

ناممکن حج کیسے ممکن بنا؟

ایک نومسلم کے سچے اور والہانہ جذبات کی داستان

ترجمہ: رضی الدین سیّد

حج کی ادائیگی کی تمنا ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے، کوئی بھی فرد خواہ وہ پیدائشی مسلمان ہو یا نومسلم، آرزو اس کی بہرحال یہی ہوتی ہے کہ اپنے فریضۂ حج کی ادائیگی وہ جلد از جلد کرلے، تاہم ایک برطانوی نومسلم ''ڈیوڈ کیل'' کی کہانی اس ضمن میں بالکل ہی منفرد ہے۔ اس نے ۱۹۳۵ء میں عیسائیت کو ترک کرکے اسلام قبول کیا اور اپنا نام عبدالرحمٰن رکھ لیا تھا، عبدالرحمٰن نے فیصلہ کیا کہ اسے فوری طور پر حج کرلینا چاہئے، ابھی مذہب تبدیل کئے ہوئے محض ۶ ہفتے ہی گزرے تھے کہ اس نے اپنی بیوی ''منیرہ'' (پیدائشی ملائیشیائی مسلم خاتون) کے ساتھ ''سراوک'' ملائیشیا سے اپنے سفر کا آغاز کیا۔

سراوک راجہ کے دربار میں ملازمت کے دوران عبدالرحمٰن کو اپنے ہم پیشہ دیگر ملائیشیائی مسلم ساتھیوں کے ساتھ وقت گزارنے کا خاصا موقع ملتا تھا، جس کے نتیجے میں قدرتی طور پر اسے اسلام کے بارے میں بھی واقفیت حاصل ہوتی رہتی تھی۔ کچھ عرصے کے بعد اس نے محسوس کیا کہ اس کے مسلم دوستوں میں کچھ ایسی انفرادی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو عام طور پر دیگر مذاہب کے لوگوں میں موجود نہیں ہوتیں۔ مثلاً وہ دیکھتا تھا کہ اس کے ملائیشیائی مسلم دوست بڑوں کا احترام و ادب کچھ زیادہ ہی کرتے ہیں، ان کے اندر غریبوں کی امداد کا جذبہ بھی وافر ہے، ان کے اندر قوت برداشت بھی ہے، اخلاقیات کے معاملے میں بھی وہ بلند نظر آتے ہیں اور زندگی و موت کے حقائق کے آگے وہ مکمل سر جھکا دینے کی عادت رکھتے ہیں، نیز وہ دیکھتا تھا کہ خدائے واحد اور اعلیٰ اخلاقی قدروں پر بھی ان کا اعتقاد غیر متزلزل ہے اور کیسی ہی مصیبت اور پریشانی کیوں نہ آجائے، اس کے دوست ہر لحاظ سے پرسکون رہتے ہیں، کیونکہ ہر خوشی وغم کو وہ من جانب خدا سمجھتے ہیں، یہی وہ ممتاز صفات تھیں جن کے باعث اسلام اسے دیگر مذاہب کی نسبت کچھ نمایاں سا محسوس ہونے لگ گیا تھا، اگرچہ ابتدا میں وہ کوئی بڑا فیصلہ کرنے کی ہمت اپنے اندر نہیں پاتا تھا، تاہم نفس و شعور کی ایک طویل کشمکش کے بعد بالآخر اس نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کرہی لیا، اس نے ملازمت سے استعفیٰ دیا اور کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔

اب اس نے تہیہ کیا کہ اپنی مسلم بیوی کے ساتھ حج کے لئے ضرور جائے گا، اس ضمن میں معلومات حاصل کرتے ہوئے اسے یہ سن کر کچھ صدمہ سا ہوا کہ حج کرنا بہرحال کوئی اتنا آسان کام بھی نہیں، لاتعداد رکاوٹیں ہیں جو اس کی راہ میں حائل ہوسکتی ہیں، لیکن اس نے تہیہ کیا کہ حج کے راستے کی ہر رکاوٹ وہ لازماً عبور کرکے رہے گا۔ چنانچہ حجاز کے ویزے کے لئے اس نے سنگاپور سے درخواست کی (اس دور میں ملایا اور سنگاپور ایک ہی ملک تھا) لیکن اسے وہاں سے ویزا نہ مل سکا۔

یہ دونوں میاں بیوی عبدالرحمٰن کے آبائی شہر لندن چلے گئے تاکہ وہاں کے سعودی دفاتر سے مطلوبہ ویزا حاصل کرسکیں، تاہم عبدالرحمٰن کو یہاں بھی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا، کیونکہ اسے بتایا گیا کہ سعودی قوانین کے تحت اسلام قبول کرلینے سے کہیں ۶ سال بعد ہی جاکر کسی غیر مسلم کو حج کا اجازت نامہ دیا جاتا ہے (اس دور میں سعودی عرب کا قانون یہی تھا) جب کہ اسلام قبول کئے ہوئے اسے ابھی صرف ۶ ہفتے ہوئے تھے۔ سعودی افسر نے انہیں بتایا کہ بہرحال انہیں جدہ کا ویزا جاری کیا جاسکتا ہے، لیکن وہ اس شرط پر کہ وہ وہاں ۶ سال کا طویل عرصہ گزارے، یعنی جدہ سے مکہ و مدینہ جانے کا خیال وہ فوراً دل میں نہ لائے۔ عبدالرحمٰن نے افسران پر واضح کیا کہ وہ سراوک ملائیشیا سے اپنی بیوی کے ہمراہ محض حج کی ادائیگی کی خاطر ہی لندن پہنچا ہے، جب افسروں پر واضح ہوا کہ اس کے ساتھ اس کی پیدائشی مسلم خاتون (بیوی) بھی ہے تو انہوں نے اس کی بیوی کے لئے حج ویزا جاری کرنے کی منظوری دے دی۔

پیشکش کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عبدالرحمٰن نے کہا کہ عورت ہونے کے باعث اس کی بیوی سفر اور فرائض حج کی ادائیگی تنہا نہیں کرسکتی۔ ہمیں تمہاری مشکلات کا اندازہ ہے، اس لئے ہم تمہیں جدہ کا ویزا جاری کرنا چاہتے ہیں، اس کے بعد جدہ پہنچ کر یہ تمہاری ذمہ داری ہوگی کہ شہر کے حکام کو اپنی مشکلات اور شوق کے بارے میں آگاہ کرو اور بتاؤ کہ تنہا تمہاری بیوی حج کی ادائیگی نہیں کرسکے گی، افسران نے اسے آگاہ کیا۔

عبدالرحمٰن نے انگریزی محاورے کے تحت سوچا کہ: ''جب تک خدا کسی کو جوتے عطا نہ کردے اسے اس وقت تک بہر حال چپلوں پر گزارا کرنا چاہئے۔'' عبدالرحمٰن کے نزدیک جدہ کا ویزا حاصل

کرنا اس بات سے بہتر تھا کہ اسے سرے سے سعودیہ کا ویزا ہی نہ ملے۔ چنانچہ ویزا حاصل کرتے ہی اسے جلد از جلد پہنچ جانے کی فکر لاحق ہوگئی، ادھر حج کی تاریخیں قریب تر آتی جارہی تھیں، عبدالرحمٰن کو اندازہ نہیں تھا کہ جدہ کے حکام اسے اپنی بیوی کے ہمراہ حجاز جانے کی اجازت آخر کب تک دے سکیں گے، چنانچہ اس نے ایک کوشش اور کی اور وقت ضائع کئے بغیر لندن سے پیرس روانہ ہوگیا، وہاں سے بذریعہ ٹرین اسکندریہ (مصر) پہنچا، جب میں جدہ کا ویزا موجود تھا، اسکندریہ میں اسے بتایا گیا کہ نہر سوئز کے راستے ایک مصری جہاز جدہ جانے کے بالکل تیار کھڑا ہے۔

عبدالرحمٰن نے فوراً دو ٹکٹیں خریدیں اور جہاز میں سوار ہوگیا، اسے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ سفر حج کے لئے جہاز میں مختلف النوع انسانوں کا ہجوم ہے، جس میں ترک مسلمان بھی ہیں، شامی بھی، مراکشی بھی اور ہندوستانی مسلمان بھی، پھر اسی ہجوم میں اسے ایسے بہادر افغانی مسلمان بھی ملے جو میلوں کا سفر طے کرتے اور چھوٹے بڑے پہاڑوں کو عبور کرتے ہوئے پیدل یہاں تک پہنچے تھے، نیز اس قدر طویل فاصلہ عبور کرتے ہوئے انہیں دو سال کا طویل عرصہ بھی گزر چکا تھا، حیرت سے اس کی آنکھیں کھلی رہ گئیں، جہاز پر ایک مؤذن پنج وقتہ اذان دیتا تھا اور سارے لوگ باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔

آخر کار وہ دن آ ہی گیا جب مصری جہاز جدہ کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا، میاں بیوی نے جدہ کے ایک بلند و بالا ہوٹل کی پانچویں منزل پر آکر کمرہ حاصل کیا، چاول اور کھجور کا ناشتہ کرتے ہی وہ دونوں جدہ پولیس اسٹیشن کی طرف بھاگے جہاں (اس وقت کے) دستور کے مطابق ان کے "جوازات السفر" (پاسپورٹس) کی چھان بین کی جاتی تھی، چند ضروری سوالات وجوابات کے بعد عبدالرحمٰن کو بتایا گیا کہ ان کے کاغذات پہلے پولیس کے سربراہ کو بھیجے جائیں گے جہاں سے پھر وہ انہیں امیر جدہ کے پاس روانہ کرے گا، تسلی کے بعد امیر جدہ ان کاغذات کو آگے امیر مکہ کو ارسال کردیں گے تاکہ دونوں میاں بیوی کے مکہ میں داخلے کی اجازت حاصل کی جاسکے۔

اس سارے عمل میں آپ کو کتنا عرصہ درکار ہوگا؟ عبدالرحمٰن نے سوال کیا، لیکن پولیس حکام نے جواب میں محض اپنے کندھے اچکادینے پر ہی اکتفا کیا، جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ اس سوال کا جواب انہیں بھی معلوم نہیں ہے، اسی دوران عبدالرحمٰن نے وہاں ایک مخلص عرب محمد صالح کی خدمات حاصل کیں اور اپنی اہلیہ کے ہمراہ واپس ہوٹل چلا آیا، محمد صالح نے اسے بتایا تھا کہ اس معاملے میں وہ مکہ میں موجود اپنے والد القحطان کا اثر ورسوخ استعمال کرکے اس کی ادائیگی حج کو ہر حال میں ممکن بنانے کی کوشش کرے گا، ادھر جدہ میں رہنے والے عبدالرحمٰن نے اپنا ختنہ بھی کروالیا تھا تاکہ دین کی ایک اور ضروری سنت پر بھی عمل درآمد ہوجائے۔

دن تیزی کے ساتھ گزرتے چلے جارہے تھے اور اس کی تشویش میں مسلسل اضافہ ہورہا تھا، کاغذات کے بارے میں اب تک کوئی اطلاع اس کے سامنے نہیں آرہی تھی۔ ایک دن محمد صالح اسے لے کر براہ راست امیر جدہ کے پاس پہنچ گیا، جس نے عبدالرحمٰن کے جذبوں کی قدر کرتے ہوئے بتایا کہ اس کے کاغذات مکہ کے حکام کے پاس بھیج دیئے گئے ہیں تاہم کاغذات کی واپسی تک اسے بہر حال انتظار کرنا ہی ہوگا۔ امیر جدہ نے البتہ یہ یقین دہانی اسے ضرور کرادی کہ اس معاملے میں وہ ان تک اپنی سفارش لازماً پہنچادے گا۔

حج کے دن قریب تر چلے آرہے تھے اور جدہ عازمین حج سے خالی ہوتا جارہا تھا، مختلف گاڑیاں حاجیوں کو لے کر مکہ کی جانب روانہ ہورہی تھیں، اسی دوران ایک دن صالح محمد اچانک خوشی خوشی اس کے پاس آیا اور خوشخبری دی کہ شاہ سعودیہ نے کاغذات میں اس کے مسلمان ہونے کی ذاتی تصدیق بھی کردی ہے، یہ خوشخبری اپنی جگہ لیکن ان دونوں میاں بیوی کے مکہ میں داخلے کی اجازت تاحال معلق تھی، اب اسے عبدالرحمٰن کی خوش قسمتی ہی کہنا چاہئے کہ انہی دنوں شاہ سعودیہ اتفاقاً جدہ آرہے تھے، محمد صالح نے اسے بتایا کہ بادشاہ سے صرف ایک ملاقات ہی اس کے سارے مسائل حل کردے گی، چنانچہ محمد صالح کی جدوجہد کے نتیجے میں ایک دن اس کی ملاقات بادشاہ کے ساتھ بالآخر کروا ہی دی گئی۔

"بات یہ ہے" شاہ سعودیہ اس سے گویا ہوئے: شہر مکہ کو مشرکوں اور کافروں سے محفوظ رکھنے کی خاطر ہی ہم نے قانون بنایا ہے کہ جب تک کسی نومسلم کو اسلام قبول کئے ہوئے ۲ سال کا عرصہ نہ گزر جائے اور یہ عرصہ بھی ہمارے حکام کے سامنے اس نے جدہ میں گزارا ہو، اس وقت تک اسے حج وعمرہ کرنے کی اجازت نہ دی جائے گی۔ شاہ سعودیہ نے مزید کہا: لہٰذا جب تک میں اپنے مشیروں سے مشورہ نہ کرلوں، تمہارے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں دے سکتا، البتہ معاملہ جلد از جلد نمٹائے جانے کا وعدہ ضرور کرتا ہوں۔

شہر جدہ اب حاجیوں سے تقریباً خالی ہوچکا تھا، کیونکہ حج شروع ہونے میں محض دو دن باقی رہ گئے تھے، عین اسی لمحے عبدالرحمٰن کا دوست محمد صالح اس کے پاس دوڑا دوڑا آیا اور خوشخبری سنائی کہ بادشاہ نے اسے اپنی اہلیہ کے ہمراہ مکہ تک سفر کی اجازت بھی مرحمت فرمادی ہے، جب کہ امیر جدہ

نے حکام مکہ کوفون کر کے شاہ کے اس فیصلے سے آگاہ بھی کردیا ہے، اب صورت حال یہ تھی کہ عبدالرحمن اور منیرہ کو مکہ تک پہنچنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی تھی، تاہم ایک بڑی رکاوٹ ان دونوں کا ابھی مزید انتظار کررہی تھی اور وہ بھی ذریعہ سفر کے حصول کی۔

اگلے دن فجر کے وقت روانہ ہوجانے کے لئے وہ دونوں تیار بیٹھے تھے اور جدہ اور مکہ کے درمیان کم از کم فاصلہ بھی ۷۰ میل (۱۱۲ کلومیٹر) کا تھا، بروقت پہنچنے کی خاطر زائرین کے پاس اگرچہ کار ہی ذریعہ سفر تھی لیکن افسوس ناک طور پر جدہ میں اس وقت کوئی ایک کار بھی باقی نہیں رہ گئی تھی۔

ہر دستیاب کار زائرین اپنے استعمال میں لے چکے تھے، عبدالرحمن سوچ میں پڑ گیا، ایک مشکل بڑی مشکل سے حل ہوئی تھی کہ کوئی دوسری مشکل ان کے سامنے آن کھڑی ہوتی تھی، مکہ کیسے پہنچا جائے؟ وہ سوچ میں پڑ گیا، آخر کار اس نے ایک چھوٹا سا کھٹارا ٹرک کرائے پر حاصل کیا جس میں دونوں طرف لکڑی کی بنچیں نصب تھیں، لیکن ایک مشکل یہاں بھی تھی کہ ڈرائیور کو صرف جدہ کے حدود میں ڈرائیونگ کی اجازت تھی۔ تاہم اس نے بھاگ دوڑ اور بہت منت سماجت کے بعد پولیس افسران سے بالآخر مکہ تک ڈرائیونگ کرنے کی خصوصی اجازت بھی حاصل کرہی لی، چنانچہ اب میاں بیوی دونوں نے احرام باندھا، سوٹ کیس ٹرک پر لادے اور سوئے مکہ عازم سفر ہوگئے "جو ہوگا دیکھا جائے گا" عبدالرحمن نے سوچا۔

اونچے نیچے پتھریلے راستوں پر ہچکولے کھاتے ہوئے ان کا ٹرک جیسے جیسے آگے بڑھتا جاتا تھا، لبیک لبیک کی صدائیں لگاتے ہوئے کئی قافلے انہیں پیدل بھی رواں دواں نظر آتے تھے، ہمدردی کے پیش نظر عبدالرحمن نے ان میں سے بعض کمزور اور بیمار زائرین کو اپنی گاڑی میں بٹھالیا، جب وہ سب مکہ میں داخل ہوئے تو انہیں مسجد حرام کے مینار دور ہی سے دکھائی دینے لگے، ٹرک کو کسی مناسب مقام پر کھڑا کر کے وہ دونوں میاں بیوی چھوٹی چھوٹی گلیوں سے گزرتے مسجد حرام کی طرف بڑھنے لگے جو دنیا بھر کے زائرین سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی، مکہ پہنچ کر عبدالرحمن نے پہلے القحطان کے گھر کا رخ کیا، القحطان نے ان کے لئے ایک معلم کا بندوبست کیا تاکہ حج کے سنن و فرائض ان کے لئے آسان ہوجائیں، میاں بیوی کے پاس ضائع کرنے کے لئے اب وقت بالکل نہیں بچا تھا، چنانچہ فوری طور پر وہ لوگ ان میں جا شامل ہوئے جو خانہ کعبہ کے گرد طواف میں مصروف تھے۔

طواف کرتے ہوئے یہ جوڑا جب حجراسود کو بوسہ دینے پہنچا تو حاجیوں کے ہجوم سے ان کا راستہ تنگ ہوگیا، تاہم کسی نہ کسی طرح انہوں نے حجراسود کو بوسہ دے ہی دیا۔ طواف کے بعد اب وہ دوسرے زائرین کے ساتھ منیٰ اور عرفات کی طرف روانہ ہوئے، جہاں انہوں نے دیکھا کہ سفید لباس میں ملبوس زائرین اونٹوں، کاروں اور چھوٹے ٹرکوں پر سوار، نیز پاپیادہ بھی چاروں طرف سے امڈے چلے جارہے ہیں، میدان عرفات اب چھوٹے چھوٹے خیموں کا ایک وسیع شہر نظر آرہا تھا، حاجیوں نے نماز فجر کے بعد ہی سے وہاں خیمے گاڑنے شروع کردیئے تھے۔

ظہر اور عصر کی مشترکہ جماعت ادا کرتے ہی حاجیوں کا ایک سمندر میدان میں آبسا، جو ہوا میں لہراتے ہوئے اپنے سفید احراموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی مسلسل معافی مانگ رہے تھے، تاہم حادثاتی طور پر وہاں اچانک چاروں طرف سے سخت طوفانی ہواؤں کے تھپیڑے چلنے لگے، جن کے باعث ریت کا مہیب گردوغبار حاجیوں کے چاروں طرف پھیل گیا اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا۔ خیمے الٹ پلٹ کے رکھ دیئے، بانسوں اور خیموں کے بیک وقت گرنے کی آوازوں کے باعث صورت حال اور بھی پریشان کن ہوگئی تھی، وقفے وقفے سے وہ طوفان وہاں تین مرتبہ حملہ کرتا رہا تا آنکہ طوفان بالکل تھم گیا اور ہر طرف دوبارہ سکون طاری ہوگیا۔

عرفات کے بعد حاجیوں کا یہ سمندر حج کے اگلے مرحلے کے لئے مزدلفہ کی جانب آگے بڑھنے لگا، عبدالرحمن یہ سارا عمل انتہائی حیرت اور خوشگواری کے ساتھ دیکھ رہا تھا، اس کی بیوی منیرہ اس سارے دورانئے میں بہت بہادر عورت ثابت ہوئی تھی، کیونکہ عورت ہونے کے باوجود اس نے ہمت، سکون اور دانشمندی کا ثبوت دیا تھا۔

حج کے اختتام پر عبدالرحمن نے محسوس کرلیا تھا کہ اگر ایک طرف اس کا یہ سفر اپنے اختتام پر پہنچ رہا تھا تو دوسری طرف اس کی نئی زندگی کے لئے وہ آغاز سفر بھی بن رہا تھا، ساتھ ہی اس نے یہ بھی محسوس کرلیا تھا کہ حج کی خاطر برداشت کی جانے والی اس کی اب تک کی تمام تکالیف، قربانیاں اور جدوجہد اس خوشی کے مقابلے میں ہیچ ثابت ہورہی ہیں جو حج کے فریضے کی ادائیگی کے بعد اس نے اپنے قلب وروح میں محسوس کی ہے۔ پھر اس کا یہ کہنا بھی بالکل ٹھیک تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے شامل حال نہ ہوتی تو ناممکن تھا کہ اتنے مختصر ترین وقت میں وہ تمام تر رکاوٹوں کے باوجود حج کا اہم فریضہ ادا کرسکتا، عبدالرحمن کے سفر حج کی یہ کہانی بظاہر یہاں ختم ہوتی ہے مگر اس نومسلم کا پختہ ایمان، جوش اور ولولہ دیکھ کر ہم پیدائشی مسلمانوں کا سر اور کمزور جذبہ ایمان بہت کمتر دکھائی دیتا ہے۔ ☆☆☆

قادیانیت کے خلاف جدوجہد کا ثمر

مولانا محمد ابراہیم اوجھی

سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور جو کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر، کذاب، دجال دائرہ اسلام سے خارج اور واصل جہنم ہوگا۔ مسیلمہ کذاب نے جب عقیدۂ ختم نبوت پر ڈاکا ڈالا اور نبوت کا دعویٰ کیا تو صحابہ کرامؓ نے اسے واصل جہنم کردیا۔ اسی طرح جب مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کے ایما اور خواہش پر پیارے نبی کی ختم نبوت پر ڈاکا زنی کی تو علماء اسلام نے مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ صادر کیا۔ مرزا قادیانی اور ان کے پیروکاروں کے خلاف تحریک شروع کی۔ قادیانی ۱۹۴۷ء تک انگریز سرکار کی سرپرستی میں کام کرتے رہے، جب انگریز برصغیر پاک و ہند سے ذلیل وخوار ہوکر جانے لگا تو انہوں نے قادیانیوں کو اپنے ایجنٹوں کے حوالے کیا تاکہ ان کے جانے کے بعد قادیانی، قادیانیت کا پرچار اور اسلام و پاکستان کے خلاف سازشیں کرتے رہیں۔ قادیانیوں نے منصوبہ بنایا کہ پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنائیں گے۔ اسی مقصد کی تکمیل کے لئے ظفر اللہ قادیانی کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنایا، جس نے اہم اور کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کو تعینات کیا۔

۱۹۵۱ء میں مرزا محمود قادیانی نے ایک مرتبہ بڑا دعویٰ کیا اور کہا کہ ۱۹۵۲ء کا سال ہمارا ہے، عنقریب ہماری حکومت آنے والی ہے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مخالف کٹہرے میں کھڑے ہوں گے۔ ان کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے یہ خبر پڑھی تو پورے ملک کا دورہ کیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ سخت ترین جدوجہد کے ذریعہ لوگوں کو قادیانیت کے فریب اور ملک دشمن عزائم سے آگاہ کیا اور پورے ملک کو تحریک کے لئے آگاہ کیا، جب ۱۹۵۳ء کا سورج نمودار ہوا تو امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے بآواز بلند مرزا محمود قادیانی کو للکارا کہ دیکھو مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا کس طرح آپریشن کرتا ہوں۔ شاہ جیؒ نے تمام مکاتب فکر کو ایک اسٹیج پر جمع کیا اور قادیانیوں کے خلاف تحریک چلانے کا فیصلہ کیا اور حکومت کے سامنے تین مطالبات رکھے:

(۱) ظفر اللہ قادیانی کو وزارت خارجہ سے الگ کرو، (۲) مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دو، (۳) مرزائیوں کو کلیدی اسامیوں سے الگ کرو۔

ان مطالبات کے حق میں جلسے اور جلوس شروع ہوگئے اسوقت کی حکومت نے مجلس عمل کے مطالبات ماننے سے انکار کردیا، حکومت نے پولیس کے ذریعے تشدد شروع کیا اور گولیاں برسنے لگیں، شمع رسالت کے پروانے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے لگے، جگہ جگہ نعشوں کے انبار لگ گئے، خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ لاہور میں قادیانی نواز جنرل اعظم خان کے حکم پر ظلم و بربریت کی انتہا کرتے ہوئے ختم نبوت کے جلوسوں پر گولیوں کی بارش کردی گئی۔ لاہور کی سڑکیں خون سے سرخ ہوگئیں۔ ۱۰ ہزار عاشقان ختم نبوت آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کی لاج رکھتے ہوئے اپنی جانوں کی قربانیاں پیش کرتے ہوئے شہادت کے عظیم رتبے پر فائز ہوگئے۔ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا

دروس ختم نبوت کوئٹہ

کوئٹہ (رپورٹ: مولانا محمد یونس) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کی طرف سے ۳۱ راگست ۲۰۱۵ء کو کوئٹہ کی مختلف مساجد میں دروس ختم نبوت کا انعقاد کیا گیا۔ مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے بعد نماز عصر جامع مسجد طوبیٰ اور بعد نماز مغرب جامع مسجد فیض محمد میں ''عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ'' کے عنوان پر درس دیا، جبکہ مولانا محمد اکرم طوفانی نے بعد نماز ظہر مرکزی جامع مسجد اور بعد نماز مغرب جامع مسجد گول، نواں کلی میں ''عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت اور مرزا قادیانی کے کذب'' پر گفتگو کی۔ اللہ رب العزت مجلس کوئٹہ کے رفقاء کو اور معاونین کو استقامت اور اتحاد سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیانیت ایکٹ کے نفاذ کا اعلان کرتے ہوئے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر پابندی کردی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض محمد علی صدیقی نے سرانجام دیئے دیگر علماء کرام کے ساتھ ساتھ مفتی عبیداللہ نے خصوصی شرکت کی۔

صبح کا درس: ۸ ستمبر صبح کی نماز کے بعد مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مولانا مفتی محمد مسعود کی دعوت پر جامع مسجد رحمت طورآباد میں درس دیا۔

دارالعلوم میرپورخاص: میں دس بجے صبح علماء کرام اور مشائخ عظام سے ملاقات کی، جس میں مولانا عمران الحق اشرف، مولانا عبدالرحمن، مولانا تکلیل الرحمن اور مولانا ضیاء الحق خصوصیت کے ساتھ شریک ہوئے۔ بعدازاں طلبا سے بھی خطاب کیا۔ طلبا کو علم، ادب، اخلاص اور ان کے فوائد سے آگاہ کیا۔

دارالعلوم امینیہ کے طلبا سے خطاب: دارالعلوم میرپورخاص میں امتیازی حیثیت کا مدرسہ ہے، جس میں بنین وبنات میں دورہ حدیث شریف تک اسباق ہوتے ہیں۔ مولانا محمد ہاشم، مولانا محمد ارشد اسحاق کی سرپرستی میں ترقی کے منازل طے کررہا ہے۔ مولانا شجاع آبادی نے جامعہ کے اساتذہ وطلبا سے خطاب کیا، جس میں اساتذہ و طلبا کو قادیانیت کی سنگینی سے آگاہ کیا اور کہا کہ آج کا طالب علم کل کا عالم دین ہے، طلبا دل لگا کر اسباق پڑھیں تا کہ عملی زندگی میں آکر فتنوں کا مقابلہ کیا جاسکے۔

مدرسہ تجوید القرآن لیاقت ٹاؤن میں خطاب: قاری بشیر احمد لیاقت ٹاؤن میں مدرسہ تجوید القرآن کے نام سے ادارہ چلا رہے ہیں، جس میں حفظ وناظرہ کے ساتھ ساتھ اعدادیہ تک کے درجات بھی ہیں۔ مدرسہ کے دو بچوں نے حفظ قرآن مکمل کیا۔ ان کی تکمیل پر تقریب منعقد کی گئی جس میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد عبداللہ نے خطاب کیا اور بتلایا کہ قرآن پاک دنیا وآخرت، قبر وحشر میں کام آنے والی کتاب عزیز ہے۔ سامعین کو ترغیب دی کہ وہ اپنے بچوں میں سے کم ازکم ایک بچہ کو حفظ کرائیں تا کہ قیامت کے دن حافظ قرآن اپنے والدین کی شفاعت کرے۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض احقر نے سرانجام دیئے۔ لیاقت ٹاؤن چوہدری لیاقت آرائیں نے قائم کیا اور ٹاؤن کے درمیان میں خوبصورت مسجد ومدرسہ بنایا اور مسجد ومدرسہ بنا کر قاری بشیر احمد کے سپرد کیا۔ مولانا شجاع آبادی ۹ ستمبر کو ناشتہ کے بعد ٹنڈوالہ یار تشریف لے گئے۔

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کی حیدرآباد میں تشریف آوری

(رپورٹ: مولانا توصیف احمد ہزاروی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی دو روزہ دورے پر حیدرآباد تشریف لائے۔ آپ میرپورخاص سے ٹنڈوالہ یار میں تشریف لے آئے۔ جہاں جامعہ صدیق اکبر میں ظہر کی نماز کے بعد طلبا اور اساتذہ کرام سے خطاب کیا۔ مولانا نے فضائل علم، عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، مرزا قادیانی کے دعاوی، مرزائیت کے خلاف علماء کرام، مشائخ عظام کی محنت وقربانی پر تفصیلی روشنی ڈالی اور کہا کہ عقیدہ ختم نبوت پر غیر مشروط ایمان لائے بغیر نجات ناممکن ہے۔ انہوں نے قادیانیوں سے بنیادی اختلاف عقیدہ ختم نبوت پر امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دورانیہ قیام قیامت تک بلکہ ابدالآباد تک ہے جبکہ قادیانیوں کا نظریہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تیرھویں صدی تک ہے۔ چودھویں صدی سے آگے مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت ہے العیاذ باللہ! مرزا قادیانی کے بعد نبوت کا سلسلہ بند اور خلافت کا سلسلہ جاری ہے۔ گویا قادیانی ختم نبوت مانتے ہیں لیکن مرزا قادیانی پر۔

ختم نبوت کانفرنس: ۹ ستمبر بعد نماز عشاء دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈوالہ یار میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ قیام پاکستان کے بعد مولانا ظفر احمد عثمانیؒ جنہوں نے مشرقی پاکستان میں پاکستان کا علم لہرایا۔ انہوں نے ٹنڈوالہ یار میں وسیع وعریض رقبہ تقریباً اکیس ایکڑ پر دارالعلوم قائم کیا۔ اس دارالعلوم میں شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، محدث بے نظیر مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھیؒ جیسے اساطین نے علم وفیوضات وبرکات جاری کئے رکھے، کچھ عرصہ مسجد کا انتظام خطیب پاکستان مولانا احتشام الحق تھانویؒ کے پاس رہا۔ ان کے بعد مدرسہ ٹرسٹ کے پاس چلا گیا، ایک عرصہ ویران رہا، اب دوبارہ کچھ سالوں سے مدرسہ کی سابقہ حیثیت بحال ہورہی ہے۔ بعد نماز عشاء کانفرنس کا آغاز حافظ محمد کلیم اللہ کی تلاوت سے ہوا۔ حمد باری تعالیٰ، نعت رسول مقبول مولانا محمد شہباز نے پیش کی، اس کے بعد مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپورخاص کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی، مولانا ظہور احمد میمن کے بیانات ہوئے۔ آخری بیان مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ہوا۔ مولانا نے صحابہ کرامؓ کی قربانیوں پر روشنی ڈالی۔ نقابت کے فرائض راقم نے سرانجام دیئے۔ صبح ۹ بجے مولانا شجاع آبادی نے مدرسہ جابیہ کا دورہ کیا۔

۱۰ ستمبر ختم نبوت کانفرنس: ۱۰ ستمبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات دوپہر ۳ بجے جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام مدرسہ شمس العلوم میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا شجاع آبادی نے کانفرنس میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی خدمات پر تفصیلی روشنی ڈالی اور تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں ان کے قائدانہ کردار کو بیان کیا۔ بعدازاں دفتر میں مقامی جماعت کے علماء کرام مولانا عبدالسلام قریشی، مولانا ڈاکٹر سیف الرحمن، فاروق آزاد ودیگر کئی علماء کرام تشریف لائے اور جماعتی امور پر تبادلۂ خیال کیا۔ شام بذریعہ ٹرین بہاولپور کے لئے روانہ ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ جملہ پروگرامز کو اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

تحریکِ ختم نبوت.....آغاز سے کامیابی تک

قسط:۴۴

سعود ساجر

جناب اسپیکر! میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ اس معاملے کے بارے میں میرے جو احساسات تھے، میں انہیں بیان کر چکا ہوں، میں ایک بار پھر دہراتا ہوں کہ یہ ایک مذہبی معاملہ ہے۔ یہ ایک فیصلہ ہے، جو ہمارے عقیدے سے متعلق ہے اور یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے اور پوری قوم کا فیصلہ ہے، یہ فیصلہ عوامی خواہشات کے مطابق ہے، میرے خیال میں یہ انسانی طاقت سے باہر تھا کہ یہ ایوان اس سے بہتر کچھ فیصلہ کر سکتا اور میرے خیال میں یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ اس مسئلے کو دوامی طور پر حل کرنے کے لئے موجودہ فیصلے سے کم کوئی اور فیصلہ ہو سکتا تھا۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو اس فیصلے سے خوش نہ ہوں، ہم یہ توقع بھی نہیں کر سکتے کہ اس مسئلے کے فیصلے سے تمام لوگ خوش ہو سکیں گے جو گزشتہ نوے (۹۰) سال میں حل نہیں ہو سکا۔ اگر یہ مسئلہ آسان ہوتا اور ہر کسی کو خوش رکھنا ممکن ہوتا تو یہ مسئلہ بہت پہلے حل ہو گیا ہوتا، لیکن یہ نہیں ہو سکا۔ ۱۹۵۳ء میں بھی یہ ممکن نہ ہو سکا، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ ۱۹۵۳ء میں حل ہو چکا تھا، وہ لوگ اصل صورت حال کا صحیح تجزیہ نہیں کر سکے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو اس فیصلے سے نہایت ناخوش ہوں گے، اب میرے لئے یہ ممکن نہیں کہ میں ان لوگوں کے جذبات کی ترجمانی کروں، لیکن میں یہ کہوں گا کہ یہ ان لوگوں کے طویل المیعاد مفاد کے حق میں ہے کہ یہ مسئلہ حل کر لیا گیا ہے۔ آج یہ لوگ ناخوش ہوں گے، ان کو یہ فیصلہ پسند نہ ہوگا، لیکن حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے اور مفروضہ کے طور پر اپنے آپ کو ان لوگوں میں شمار کرتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ ان کو بھی اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ اس فیصلے سے یہ مسئلہ حل ہوا اور ان کو آئینی حقوق کی ضمانت حاصل ہوگئی۔ مجھے یاد ہے کہ جب حزب اختلاف سے مولانا شاہ احمد نورانی نے یہ تحریک پیش کی تو انہوں نے ان (قادیانیوں) لوگوں کو مکمل تحفظ دینے کا ذکر کیا تھا، جو اس فیصلے سے متاثر ہوں گے، ایوان اس یقین دہانی پر قائم ہے۔ یہ ہر پارٹی کا فرض ہے، حزب اختلاف کا فرض ہے اور ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کی یکساں طور پر حفاظت کریں۔

اسلام کی تعلیمات، رواداری کا درس دیتی ہیں، مسلمان رواداری پر عمل کرتے رہے ہیں۔ اسلام نے فقط رواداری کی تبلیغ ہی نہیں کی بلکہ تمام تاریخ میں اسلامی معاشرے نے رواداری سے کام لیا ہے، اسلامی معاشرے نے اس تیرہ و تاریک زمانے میں یہودیوں کے ساتھ بہتر سلوک کیا، جب عیسائیت ان پر یورپ میں ظلم کر رہی تھی اور یہودیوں نے سلطنت عثمانیہ میں آ کر پناہ لی تھی۔ اگر یہودی دوسرے حکمران معاشرے سے بچ کر عربوں اور ترکوں کے اسلامی معاشرے میں پناہ لے سکتے تھے تو پھر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری مملکت اسلامی مملکت ہے۔ ہم مسلمان ہیں، ہم پاکستانی ہیں، یہ ہمارا مقدس فرض ہے کہ ہم تمام فرقوں (مقصد یقیناً تمام مذاہب سے ہے) تمام لوگوں اور پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں تحفظ دیں۔ جناب اسپیکر! ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ آپ کا شکریہ۔“

مارشل لاء میں دستوری معطلی سے پیدا ہوئے خدشات کا ازالہ:

۱۹۷۷ء میں مارشل لاء کے نفاذ اور آئین معطل ہونے کے سبب یہ خدشہ ظاہر کیا جارہا تھا اور ان شبہات کا اظہار ہو رہا تھا کہ نئی صورت حال میں وہ آئینی ترمیم بھی بے اثر ہوگئی ہے جو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی خاطر ۱۹۷۴ء میں کی گئی۔ ان شبہات کو دور کرنے کی غرض سے ۱۹۸۲ء میں صدارتی فرمان نمبر ۸ جاری کیا گیا، جس کی رو سے توثیق مزید کی گئی کہ وفاقی قوانین آرڈی نینس مجریہ ۱۹۸۱ء نمبر ۲۷ کے جدول اول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹) کی شمولیت سے ان ترامیم کا جو اس کے تحت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء میں قادیانیت کی حیثیت کے بارے میں عمل میں لائی گئی ہیں، ان کا تسلسل متاثر ہوا ہے، نہ ہوگا اور وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء کے جزو کی حیثیت سے برقرار رہیں گی، نیز قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو احمدی کہتے ہیں) غیر مسلم کے طور پر حیثیت تبدیل ہوئی ہے اور نہ ہوگی اور وہ بدستور غیر مسلم ہیں۔ اس وضاحتی صدارتی فرمان نے صورت حال میں ہر نوع کے ابہام کا در بند کر دیا تھا، تاہم اس حوالے سے ہر

قسم کے شک وشبہ کو دور کرنے کی خاطر اس وقت کے وزیر قانون و پارلیمانی امور راجہ ظفرالحق نے مفصل بیان دیا، جس میں پوری صراحت کے ساتھ ان تمام امور کا احاطہ کیا گیا۔ بیان میں کہا گیا کہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت ۱۹۷۴ء (نمبر ۴۹ بابت ۱۹۷۴ء) کے ذریعے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء کی دفعہ ۲۶۰ میں شق ۳ کا اضافہ کیا گیا اور قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دیا گیا، اس ضمن میں دفعہ ۱۰۶ کی شق ۳ میں صوبائی اسمبلیوں میں غیرمسلم نشستوں کی تقسیم کی وضاحت کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت کے زمرے میں شامل کیا گیا ہے۔ متذکرہ بالا آئینی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے حکومت نے برسراقتدار آنے کے بعد عوام کی نمائندگی کے ایکٹ مجریہ ۱۹۷۶ء میں دفعہ ۴۱ الف کا اضافہ کیا، جس کا تعلق غیرمسلم اقلیتی نشستوں سے ہے۔ اس جدید دفعہ ۴۷ الف میں قادیانی گروپ سے متعلق افراد کو غیرمسلموں کے زمرے میں شامل کردیا گیا۔ ظاہر ہے کہ یہ تبدیلی بھی قادیانیوں کی آئینی حیثیت بطور غیرمسلم اقلیت متعین ہوجانے کی بنا پر معرض وجود میں آئی۔ اسی طرح ایوان ہائے پارلیمانی وصوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے فرمان مجریہ ۱۹۷۷ء اعلان نمبر ۵ میں بھی بذریعہ صدارتی فرمان نمبر ۱۷ مجریہ ۱۹۷۸ء ترمیم کرکے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے سلسلے میں اہلیت اور نااہلیت کے متعلق مسلم اور غیرمسلم کے الگ الگ زمرے طے کردیئے گئے، جس کے نتیجے میں کوئی شخص اس وقت تک کسی اسمبلی کے انتخاب کے لئے اہل قرار نہیں پاسکتا جب تک کہ اس کا نام مسلمانوں اور غیرمسلموں کی نشستوں سے متعلق جداگانہ انتخابی فہرست میں سے کسی ایک میں درج نہ ہو۔ بعدازاں فرمان عارضی دستور مجریہ ۱۹۸۱ء جاری کرتے وقت بھی قادیانیوں کی متذکرہ بالا حیثیت بطور غیرمسلم برقرار رکھی گئی، چنانچہ فرمان عارضی دستور کی دفعہ ۲ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء جو فی الحال معطل ہے کی کچھ دفعات کو فرمان دستور کا حصہ بناتے وقت دفعہ ۲۶۰ کو بھی شامل کیا گیا۔ اس واضح آئینی پوزیشن کے باوجود کچھ حلقوں میں قادیانیوں کی آئینی وقانونی حیثیت کے متعلق شک کا اظہار کیا گیا، جسے دور کرنے کے لئے فرمان عارضی دستور مجریہ ۱۹۸۱ء میں دفعہ ۱ الف کا اضافہ کیا گیا، جس کی رو سے یہ قرار پایا کہ ۱۹۷۳ء کے دستور اور مذکورہ فرمان نیز تمام وضع شدہ قوانین اور دیگر قانونی دستاویزات میں مسلم اور غیرمسلم سے مراد وہی لی جائے گی، جس کا فرمان عارضی دستور مجریہ ۱۹۸۱ء کے حوالے سے ترمیم دستور کے فرمان مجریہ سال ۱۹۸۲ء میں ہے، فرمان عارضی دستورہ کی دفعہ ۱ الف میں مسلم اور غیرمسلم کی تعریف کرتے ہوئے قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کو جو خود کو احمدی کہتے ہیں، غیرمسلموں کے زمرے میں شامل کیا گیا ہے۔

(جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج، مکمل خوراک
فیصل
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
133 اجزاء کا مرکب
☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پرکیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

33 اجزا

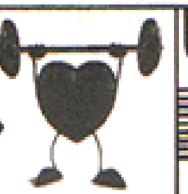
معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
قیمت 1200 روپے
جگر و معدہ کی اصلاح کرکے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
وزن 500 گرام
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔
پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577
فیصل FOODS ستارہ پلازہ ڈی گراؤنڈ پیپلز کالونی فیصل آباد

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
اسلام زندہ باد
لانبی بعدی
تاجدار ختم نبوت زندہ باد
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
بیاد:
امیر شریعت حضرت مولانا
سید عطاء اللہ شاہ بخاری
بدعا
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
زیر سرپرستی
حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب مدظلہ
بفیضان نظر:
حضرت خواجہ خان محمد
دفاع ختم نبوت کانفرنس
عظیم الشان
روایتی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے
بتاریخ:
11
بروز اتوار
بعد نماز عشاء
2015
بمقام
بلدیہ ٹاؤن کراچی
شاعر اسلام
جناب سید سلمان گیلانی صاحب مدظلہ
لاہور
جانشین سید امین گیلانی
استاد العلماء، یادگار اسلاف
مناظر اسلام، شاہین ختم نبوت
حضرت مولانا
اللہ وسایا صاحب
مرکزی رہنما
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
واعظ شیریں بیان مقرر ذیشان
حضرت مولانا سعید یوسف خان کشمیری
مدظلہ
پلندری، آزاد کشمیر
تلاوت
استاذ القراء حضرت قاری مولانا
نذیر احمد مالکی مدظلہ
مولانا عبدالحی مطمئن صاحب
خطیب ختم نبوت
حضرت مولانا
قاضی احسان احمد مدظلہ
مرکزی مبلغ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
بلدیہ ٹاؤن کراچی
0332-2454681
0321-2843887

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

اسلام زندہ باد

لا نبی بعدی

تاجدار ختم نبوت زندہ باد

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

بیاد: امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ جناب مدظلہ

حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

پانچویں سالانہ

دفاع ختم نبوت کانفرنس

عظیم الشان

بتاریخ: 10 بروز ہفتہ بعد نماز عشاء اکتوبر 2015

بمقام: نزد قبا مسجد، سیکٹر E-4 اورنگی ٹاؤن کراچی

شاعر اسلام جناب سید سلمان گیلانی صاحب مدظلہ لاہور

جانشین سید امین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

استاد العلماء، یادگار اسلاف

مناظر اسلام، شاہین ختم نبوۃ

حضرت مولانا

اللہ وسایا صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

مرکزی رہنما

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

واعظ شیریں بیان مقرر ذیشان

حضرت مولانا سعید یوسف خان کشمیری مدظلہ

پلندری، آزاد کشمیر

تلاوت: استاد القراء حضرت قاری مولانا نذیر احمد مالکی مدظلہ

نقابت: مولانا محمد شعیب صاحب

مولانا عبدالحئی مطمئن صاحب

مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

خطیب ختم نبوت حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ

مرکزی مبلغ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

تمام عاشقان مصطفیٰ سے اپیل کی جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس اور عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی کے لئے کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرمائیں

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حلقہ اورنگی ٹاؤن
0334-0304730

حسیب جی گرافکس 0321-2843887